94

ایجنڈا

برائے اجلاس صوبائی اسمبلی پنجاب

منعقدہ،29۔ جولائی 2013

تلاوت قرآن پاک وترجمہ اور نعت رسول مقبول ﷺ

سوالات

(محکمہ جات جیل خانہ جات اور محنت وانسانی وسائل)

نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات

توجہ دلاؤ نوٹس

سرکاری کارروائی

عام بحث

"مقامی حکومت کے نئے نظام پر عام بحث"

96

صوبائی اسمبلی پنجاب

سولھویں اسمبلی کا تیسرا اجلاس

سوموار،29۔جولائی2013

(یوم الاثنین،19۔رمضان المبارک1434ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبرز، لاہور میں صبح 11بج کر12منٹ پر زیر صدارت جناب قائم مقام سپیکر سردار شیر علی گورچانی منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک و ترجمہ قاری عبدالغفار شاکر نے پیش کیا۔

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیمo

بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَٰنِ ٱلرَّحِيمِo

إِنَّآ أَنزَلۡنَٰهُ فِي لَيۡلَةِ ٱلۡقَدۡرِ ۝١ وَمَآ أَدۡرَىٰكَ مَا لَيۡلَةُ ٱلۡقَدۡرِ ۝٢
لَيۡلَةُ ٱلۡقَدۡرِ خَيۡرٞ مِّنۡ أَلۡفِ شَهۡرٖ ۝٣ تَنَزَّلُ ٱلۡمَلَٰٓئِكَةُ وَٱلرُّوحُ
فِيهَا بِإِذۡنِ رَبِّهِم مِّن كُلِّ أَمۡرٖ ۝٤ سَلَٰمٌ هِيَ حَتَّىٰ مَطۡلَعِ ٱلۡفَجۡرِ ۝٥

سورۃ القدر آیات1 تا 5

ہم نے اس (قرآن) کو شب قدر میں نازل (کرنا شروع) کیا(1)اور تمہیں کیا معلوم کہ شب قدر کیا ہے؟(2)شب قدر ہزار مہینے سے بہتر ہے(3)اس میں روح (الامین)اور فرشتے ہر کام کے(انتظام کے) لئے اپنے پروردگار کے حکم سے اترتے ہیں(4)یہ(رات)طلوع صبح تک(امان اور)سلامتی ہے(5)

وماعلینا الاالبلاغo

نعت رسول مقبول ﷺ جناب عابد رؤف قادری نے پیش کی۔

نعت رسول مقبول ﷺ

لم یاتی نظُرک فی نظر، مثل تو نہ شد پیدا جانا
جگ راج کو تاج تورے سر سوہے تجھ کو اے شہ دوسرا جاناں
البحُر علا والموج طغے، من بے کس و طوفاں ہوش رُبا
منجدھار میں ہوں بگڑی ہے ہوا، موری نیّا پار لگا جانا
انا فی عطش وسخاک اتم، اے گیسوئے پاک اے ابر کرم
برسن ہارے اے رم جھم رم جھم، دو بوند ادھر بھی گرا جانا

جناب قائم مقام سپیکر: اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جیسا کہ بزنس ایڈوائزری کمیٹی میں فیصلہ ہوا تھا کہ آج کے اجلاس میں مقامی حکومت کے نئے نظام پر عام بحث ہو گی اور اس کے علاوہ کوئی اور کارروائی نہیں ہو گی۔ اس سے پہلے کہ عام بحث شروع کی جائے قواعد کے تقاضے پورے کرنے کے لئے ایک وزیر سے گزارش ہے کہ وہ قواعد کی معطلی کی تحریک پیش کریں۔

مقامی حکومت کے نئے نظام پر بحث کے لئے
قواعد کی معطلی کی تحریک

وزیر انسانی حقوق و اقلیتی امور اور صحت (جناب خلیل طاہر سندھو): جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

"قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب بابت 1997 کے قاعدہ 234 کے تحت قاعدہ 42، قاعدہ 64، قاعدہ 71، قاعدہ 84 اور دیگر متعلقہ قواعد کو معطل کر کے نئے لوکل گورنمنٹ سسٹم پر براہ راست عام بحث کی اجازت دی جائے۔"

جناب قائم مقام سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

"قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب بابت 1997 کے قاعدہ 234 کے تحت قاعدہ 42، قاعدہ 64، قاعدہ 71، قاعدہ 84 اور دیگر متعلقہ قواعد کو معطل کر کے نئے لوکل گورنمنٹ سسٹم پر براہ راست عام بحث کی اجازت دی جائے۔"

یہ تحریک پیش کی گئی ہے اور اب سوال یہ ہے کہ:

"قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب بابت 1997 کے قاعدہ 234 کے تحت قاعدہ 42، قاعدہ 64، قاعدہ 71، قاعدہ 84 اور دیگر متعلقہ قواعد کو معطل کر کے نئے لوکل گورنمنٹ سسٹم پر براہ راست عام بحث کی اجازت دی جائے۔

(تحریک منظور ہوئی)

قواعد معطل ہونے کی وجہ سے وقفہ سوالات نہ ہوا اس لئے تمام نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات ایوان کی میز پر رکھے گئے

سوالات

(محکمہ جات جیل خانہ جات اور محنت وانسانی وسائل)

ساہیوال: سنٹرل جیل میں خواتین کی تعداد اور دیگر تفصیلات

*31: جناب احمد شاہ کھگہ: کیا وزیر جیل خانہ جات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

سنٹرل جیل ساہیوال میں اس وقت کتنی خواتین قیدی ہیں، ان خواتین کے ساتھ کتنے بچے ہیں، قیدی خواتین اور ان کے بچوں کے لئے کیا سہولیات فراہم کی گئی ہیں؟

وزیر جیل خانہ جات (جناب عبدالوحید چودھری):

مورخہ 30-06-2013 تک سنٹرل جیل ساہیوال میں کل 55 خواتین اسیران مقید تھیں جن میں 41 حوالاتی، 12 قیدی اور 2 قیدی سزائے موت ہیں۔ بچوں والی پانچ عورتیں ہیں جن میں 2 حوالاتی اور 3 قیدی ہیں ان کے ساتھ 6 بچے ہیں۔ خواتین اسیران کے ساتھ مقید بچوں کو تمام بنیادی ضروری سہولیات میسر ہیں۔ ان کے لئے حفظان صحت کے اصولوں کے مطابق خوراک اور دودھ بمطابق قانون دیا جاتا ہے۔ بچوں کے کھیل کود کے لئے جھولے اور in door کھیل کی سہولیات میسر ہیں۔ نیز خواتین اسیران کی مذہبی اور دنیاوی تعلیم کے لئے خاطر خواہ انتظامات کئے گئے ہیں جن میں ناظرہ کلاس ولٹریسی پروگرام کا اجراء کیا گیا ہے نیز ڈسٹرکٹ سوشل ویلفیئر محکمہ کا عملہ جیل میں اسیران بالخصوص خواتین اسیران اور بچوں کی ویلفیئر کے لئے کام کر رہا ہے۔ اسی سلسلہ میں متعلقہ سوشل ویلفیئر ڈیپارٹمنٹ کے تعاون سے خواتین ٹیچر کو مامور کیا گیا ہے جس کی زیر نگرانی اندرون خواتین وارڈ میں خواتین کو سلائی کڑھائی و دیگر امور کی باقاعدہ تربیت دی جاتی ہے تاکہ وہ جیل ہذا سے رہا ہونے کے بعد اندرون جیل حاصل کی جانے والی تربیت / ہنر سے فائدہ اٹھا سکیں۔

ضلع پاکپتن: سی این جی سٹیشنز کے مالکان کے خلاف کارروائی کی تفصیلات

*32: جناب احمد شاہ کھگہ: کیا وزیر محنت وانسانی وسائل ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

ضلع پاکپتن میں سال2011تا2013گورنمنٹ کے مقررہ ریٹ سے زائد سی این جی فروخت کرنے والے کتنے سی این جی سٹیشنز کے مالکان کے خلاف کارروائی عمل میں لائی گئی نیز کتنے افراد کو جرمانہ اور سزائیں دی گئیں، سال وار تفصیل فراہم کی جائے۔

وزیر محنت وانسانی وسائل(راجہ اشفاق سرور):

ضلع پاکپتن میں10عدد سی این جی سٹیشنز ہیں محکمہ محنت وانسانی وسائل سی این جی پیمائش کی درستی کی پڑتال کرتا ہے تاہم گورنمنٹ کے مقررہ ریٹ سے زیادہ سی این جی فروخت کرنے والے کے خلاف کارروائی محکمہ کے دائرہ اختیار میں نہیں آتی۔

پنجاب میں جیلوں کی تعداد و دیگر تفصیلات

*138:ڈاکٹر سید وسیم اختر:کیاوزیر جیل خانہ جات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) پنجاب میں مردوں، خواتین اور بچوں کے لئے کل کتنی جیلیں ہیں اور یہ کہاں کہاں واقع ہیں؟

(ب) ہر جیل میں قانوناً کتنے قیدی رکھنے کی گنجائش ہے اور حقیقتاً کتنے قیدی رکھے گئے ہیں؟

(ج) قیدیوں کے لئے فی قیدی خوراک کی مد میں روزانہ کی بنیاد پر کتنی رقم فراہم کی جاتی ہے؟

(د) قیدیوں کو معیاری خوراک کی فراہمی کو یقینی بنانے کے لئے کیا طریق کار وضع کیا گیا ہے؟

وزیر جیل خانہ جات(جناب عبدالوحید چودھری):

(الف) پنجاب میں کل32جیلیں ہیں۔

سنٹرل جیلیں	09عدد
ڈسٹرکٹ جیلیں	19عدد
نوعمر بچوں کی جیلیں	02عدد(بہاولپور اور فیصل آباد)
زنانہ جیل	01عدد(ملتان)
سب جیل	01عدد(چکوال)
کل جیلیں	32عدد

تفصیل حسب ذیل ہے:۔

-1 لاہور ریجن

I)	سنٹرل جیل لاہور	II)	سنٹرل جیل گوجرانوالہ
III)	سنٹرل جیل، ساہیوال	IV)	ڈسٹرکٹ جیل، قصور
V)	ڈسٹرکٹ جیل، لاہور	VI)	ڈسٹرکٹ جیل، شیخوپورہ
VII)	ڈسٹرکٹ جیل ساہیوال		

-2 راولپنڈی ریجن:

I)	سنٹرل جیل، راولپنڈی	II)	ڈسٹرکٹ جیل، اٹک
III)	ڈسٹرکٹ جیل، گجرات	IV)	ڈسٹرکٹ جیل، جہلم
V)	ڈسٹرکٹ جیل، منڈی بہاؤالدین	VI)	سب جیل، چکوال

-3 فیصل آباد ریجن:

I)	سنٹرل جیل، فیصل آباد	II)	بورسٹل جیل، فیصل آباد
III)	سنٹرل جیل، میانوالی	IV)	ڈسٹرکٹ جیل، فیصل آباد
V)	ڈسٹرکٹ جیل، جھنگ	VI)	ڈسٹرکٹ جیل، سرگودھا
VII)	ڈسٹرکٹ جیل، شاہپور	VIII)	ڈسٹرکٹ جیل، ٹوبہ ٹیک سنگھ

-4 ملتان ریجن:

I)	سنٹرل جیل، ملتان	II)	بورسٹل جیل، بہاولپور
III)	سنٹرل جیل، بہاولپور	IV)	سنٹرل جیل، ڈیرہ غازی خان
V)	ڈسٹرکٹ جیل، بہاولنگر	VI)	ڈسٹرکٹ جیل، ملتان
VII)	ڈسٹرکٹ جیل، رحیم یار خان	VIII)	ڈسٹرکٹ جیل، مظفر گڑھ
IX)	ڈسٹرکٹ جیل، راجن پور	X)	ڈسٹرکٹ جیل، وہاڑی
XI)	وویمن جیل، ملتان		

(ب) ضمیمہ (ب) ایوان کی میز پر رکھ دیا گیا ہے، جس میں پنجاب کی ہر جیل میں موجود قیدیان رکھنے کی گنجائش درج ہے اور یہ بھی درج ہے کہ موجودہ وقت میں کتنے قیدیان رکھے گئے ہیں۔

(ج) مالی سال 2012-13 میں خوراک کی مد میں کل اخراجات (M)1294.894 ہوئے۔ اسیران کی سالانہ اوسطاً تعداد 50376 نفر رہی۔ اس طرح فی قیدی کی خوراک اوسطاً 59.61 روپے خرچہ ہوا اور تمام جیلوں کا روزانہ خرچہ (M)3.547 ہوا ہے۔

(د) حکومت پنجاب نے قیدیوں کی خوراک کو مزید بہتر کرتے ہوئے ڈائٹ مینو میں مصالحہ جات کا اضافہ کیا جو مورخہ 22-03-2013 سے نافذ العمل ہے جس سے قیدیوں کی خوراک مزید ذائقہ دار اور معیاری ہو گئی۔ اس ڈائٹ مینو پر عملدرآمد کے لئے حسب ذیل اقدامات کئے جاتے ہیں۔ (ڈائٹ مینو کی کاپی ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے)

1. ڈائٹ مینو کے مطابق تمام خوردنی اشیأ بعد از معائنہ اور لیبارٹری ٹیسٹ جیلوں کو سپلائی کی جاتی ہیں۔
2. تمام خوردنی اشیاء کو جیل میں موجود غلہ گودام کے اندر حفظان صحت کے اصولوں کو مدنظر رکھتے ہوئے محفوظ کیا جاتا ہے۔

3. باورچی خانہ برائے اسیران میں حفظان صحت کے اصولوں کو مدنظر رکھتے ہوئے کھانا تیار کیا جاتا ہے۔ جسے میڈیکل آفیسر جیل اور سپرنٹنڈنٹ جیل چیک کر کے قیدیان میں تقسیم کرواتے ہیں۔
4. حفظان صحت کے اصولوں کو مدنظر رکھتے ہوئے دودھ سپلائی ISO سے سند یافتہ نیسلے ملک کمپنی سے لی جاتی ہے اور ناقص گوشت کی سپلائی سے بچنے کے لئے جیلوں میں سلاٹر ہاؤس کا قیام عمل میں لیا گیا ہے وہاں پر جیل میڈیکل آفیسر کی زیر نگرانی زندہ/صحت مند جانور خرید کر کے ذبح کرنے کے بعد گوشت فراہم کیا جاتا ہے۔
5. معیاری خوراک کی فراہمی کو یقینی بنانے کے لئے مہتمم اعلیٰ جیل خانہ جات، ریجنل مہتمم اور سیشن جج صاحبان جیلوں کے اچانک معائنے کرتے ہیں اور خوراک کے معیار کو باقاعدگی سے چیک کرتے ہیں۔

ضلع لاہور: بھٹہ جات کی تعداد و دیگر تفصیلات

*174: محترمہ راحیلہ خادم حسین: کیا وزیر محنت وانسانی وسائل ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) ضلع لاہور میں اینٹوں کے کل کتنے بھٹہ جات ہیں نیز یہ کہاں کہاں واقع ہیں؟

(ب) ضلع لاہور میں موجود اینٹوں کے بھٹوں پر کل کتنے مزدور کام کر رہے ہیں نیز ان مزدوروں کو مالکان بھٹہ کی طرف سے کیا کیا سہولت فراہم کی گئی ہے؟

(ج) سال 12-2011 اور 13-2012 کے دوران ضلع لاہور میں موجود بھٹوں سے حکومت کو ٹیکس کی مد میں کتنی آمدن ہوئی بھٹہ وار مکمل تفصیل سے اس ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

(د) ضلع لاہور میں اینٹوں کے کتنے بھٹہ جات رجسٹرڈ اور کتنے غیر رجسٹرڈ ہیں، ان کو حکومت کب تک رجسٹرڈ کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر محنت وانسانی وسائل (راجہ اشفاق سرور):

(الف) ضلع لاہور میں اینٹوں کے 163 بھٹہ جات ہیں یہ زیادہ تر جلو موڑ، بیدیاں روڈ، رائیونڈ، ملتان روڈ، مانگا رائیونڈ روڈ کے علاقہ میں واقع ہیں۔

(ب) ضلع لاہور میں موجود اینٹوں کے بھٹوں پر کام کرنے والے مزدوروں کی تعداد تقریباً 17400 ہے۔ زیادہ تر مزدوروں کو بھٹہ مالکان کی طرف سے رہائش کے لئے کوارٹر دیئے ہوئے ہیں۔ اس کے علاوہ محکمہ لیبر کی وساطت سے مزدوروں کے شناختی کارڈ بنوائے گئے ہیں محکمہ لیبر نے 62 مختلف جگہوں پر بھٹہ مالکان کے توسط سے Non Formal Education Centers بنائے ہوئے ہیں، جہاں پر بھٹہ مزدوروں کے بچوں کو مفت تعلیم دی جاتی ہے۔

(ج) یہ سوال محکمہ لیبر کے متعلقہ نہ ہے۔

(د) ضلع لاہور میں رجسٹرڈ بھٹہ جات کی تعداد 127 ہے۔ غیر رجسٹرڈ بھٹہ جات کی تعداد 36 ہے۔ محکمہ لیبر نے غیر رجسٹرڈ بھٹہ جات کے مالکان کے خلاف محکمانہ کارروائی کرتے ہوئے نوٹسز جاری کئے ہوئے ہیں کہ وہ جلد از جلد اپنے بھٹہ جات کو رجسٹرڈ کروائیں۔

جیلوں کے ملازمین کی رہائشی کالونیاں و دیگر تفصیلات

*139: ڈاکٹر سید وسیم اختر: کیا وزیر جیل خانہ جات از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) پنجاب میں کس کس جیل کے ساتھ وارڈز اور دیگر اہلکاروں کے لئے رہائشی کالونیاں تعمیر شدہ ہیں، کیا حکومت ان رہائشی کالونیوں میں توسیع کا ارادہ رکھتی ہے اور اس کے لئے مالی سال 13-2012 میں فنڈ فراہم کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

(ب) کیا حکومت، پنجاب پولیس کے سپاہیوں کو جو ماہوار تنخواہ دیتی ہے اتنی ہی تنخواہ جیل وارڈرز کو دینے کا ارادہ رکھتی ہے، تو کب تک؟

وزیر جیل خانہ جات (جناب عبدالوحید چودھری):

(الف) پنجاب کی تمام جیلوں جن کی تعداد 32 ہے میں وارڈرز گارد اور دیگر اہلکاروں کے لئے رہائشی کالونیاں موجود ہیں۔ ماسوائے سب جیل چکوال کے، جبکہ حکومت پنجاب ان رہائشی کالونیوں کی توسیع کا ارادہ رکھتی ہے اور مالی سال 13-2012 میں کوئی فنڈز مہیا نہ ہوئے۔
تاہم حکومت آئندہ کے لئے ایک سے دس سکیل کے ملازمین کے لئے ہر جیل پر چوبیس عدد رہائشیں بنانے کا ارادہ رکھتی ہے۔

(ب) حکومت پنجاب نے محکمہ جیل خانہ جات میں 2009 میں سکیل کی اپ گریڈیشن کی ہے اور پریزن الاؤنس ایک ماہ کی ابتدائی تنخواہ کے مطابق تمام جیل ملازمین بھی منظور کیا ہے۔ اس کے علاوہ اور کوئی تجویز پولیس کے سپاہیوں کے برابر جیل وارڈرز کو تنخواہ دیئے جانے کی زیر غور نہ ہے۔ تاہم محکمہ جیل کے ایلیٹ ٹریننگ سکول سے کامیاب وارڈران کے لئے 40 فیصد سپیشل تنخواہ (ایلیٹ ٹریننگ پے) کے لئے معاملہ گورنمنٹ آف پنجاب کو بذریعہ لیٹر نمبر 55043 مورخہ 25-09-2012 کو بھجوایا گیا ہے۔ تاہم ابھی تک پولیس کی طرز پر محکمہ جیل کے کامیاب ایلیٹ کورس کرنے والے وارڈران کو یہ الاؤنس نہیں دیا گیا۔

ضلع فیصل آباد: منظور شدہ خالی اسامیوں کی تفصیلات

*471: جناب اعجاز خان: کیا وزیر محنت وانسانی وسائل از زراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) دفتر ڈسٹرکٹ آفیسر لیبر فیصل آباد میں گریڈ 1 سے 17 تک کی کل منظور شدہ کتنی اسامیاں ہیں؟

(ب) مذکورہ اسامیوں میں کتنی کس کس گریڈ کی خالی ہیں اور کب سے، کیا حکومت ان خالی اسامیوں کو پُر کرنے کا ارادہ رکھتی ہے تو کب تک؟

(ج) ضلع فیصل آباد میں مذکورہ محکمہ کی کتنی لیبر کالونیاں ہیں اور یہ کب بنائی گئیں یہ کہاں کہاں ہیں اور ان میں کتنے سائز کے کتنے پلاٹس ہیں، کالونی کے حساب سے علیحدہ علیحدہ تفصیل بیان کریں؟

وزیر محنت وانسانی وسائل (راجہ اشفاق سرور):

(الف) دفتر ڈسٹرکٹ آفیسر لیبر فیصل آباد میں گریڈ 1 سے 17 تک منظور شدہ اسامیوں کی کل تعداد 77 ہے۔

(ب) دفتر ڈسٹرکٹ آفیسر لیبر فیصل آباد میں گریڈ 1 سے 17 تک کی خالی اسامیوں کی تفصیل حسب ذیل ہے:

نمبر شمار	نام اسامی	گریڈ	کل منظور شدہ اسامیاں	خالی اسامیاں	اسامی خالی ہونے کی تاریخ
1	اسسٹنٹ ڈسٹرکٹ آفیسر لیبر	17	04	_	-
2	مینجر روزگار	16	01	_	_
3	لیبر آفیسرز	16	07	05	08-09-2009 28-11-2009 03-05-2011
4	سپرنٹنڈنٹ	16	02	_	_
5	لیبر انسپکٹر	14	07	-	-
6	سٹینو گرافر	14	08	05	12-04-2008 14-04-2008 12-02-2011
7	اسسٹنٹ	14	04	02	01-02-2006 06-10-2012
8	سینئر کلرک	09	16	02	16-03-2012 05-04-2013
9	جونیئر کلرک	07	08	06	24-04-2013
10	ڈرائیور	06	01	-	-

11	نائب قاصد	01	13	02	24-04-2013
12	بیلف	01	01	-	-
13	چوکیدار	01	01	-	-
14	خاکروب	01	01	-	-
	ٹوٹل		74	22	

جبکہ محکمہ لیبر حکومت پنجاب خالی اسامیوں کو پابندی اٹھنے پر پُر کرے گا۔

(ج) پنجاب ورکرز لیبر ویلفیئر بورڈ نے فیصل آباد میں 8لیبر کالونیاں بنائی ہیں جن کی تفصیل درج ذیل ہے۔

1. کلیم شہید لیبر کالونی ،چک نمبر GB-124نڑوالہ ،فیصل آباد میں واقع ہے اس میں 3مرلہ کے 3031پلاٹس ہیں اور یہ کالونی 1994میں بنائی گئی۔
2. حسین شہید سہروردی لیبر کالونی، چک نمبرRB-241جھنگ روڈ، فیصل آباد میں واقع ہے اس میں 3مرلہ کے 1797پلاٹس ہیں یہ کالونی 1985میں بنائی گئی۔
3. جوہر لیبر کالونی ،چک نمبر 207شیخوپورہ روڈ ،حاجی آباد، فیصل آباد میں واقع ہے اس میں 3مرلہ کے 2290پلاٹس ہیں اور یہ کالونی 1994میں بنائی گئی۔
4. محمد بن قاسم لیبر کالونی ، چک نمبر RB-194شیخوپورہ روڈ، فیصل آباد میں واقع ہے اس میں 3مرلہ کے 3285پلاٹس ہیں اور یہ کالونی 1994میں بنائی گئی۔
5. ٹیپو سلطان لیبر کالونی، چک نمبرRB-76رسول پورہ، جڑانوالہ روں، کھڑیانوالہ، فیصل آباد میں واقع ہے اس میں 3مرلہ کے 3134پلاٹس اور یہ کالونی 1994میں بنائی گئی۔
6. راجہ غضنفر علی خان لیبر کالونی، چک نمبرRB-228کوآنہ فیصل آباد میں واقع ہے اس میں 3مرلہ کے 1377پلاٹس ہیں یہ کالونی 1995میں بنائی گئی۔
7. آئی آئی چند ریگڑھ لیبر کالونی ،جڑانوالہ روڈ نزد حسین شوگر ملز، جڑانوالہ میں واقع ہے اس میں 3مرلہ 252پلاٹس ہیں اور کالونی 1995میں بنائی گئی۔
8. 512ملٹی سٹوریڈ فلیٹس، چک نمبرRB-213مدینہ ٹاؤن، فیصل آباد میں واقع ہے۔اس میں 512فلیٹس ہیں اور یہ کالونی 1976میں بنائی گئی۔

ڈسٹرکٹ جیل وہاڑی میں اسیران کی تعداد ودیگر تفصیلات

*148: محترمہ شمیلہ اسلم: کیا وزیر جیل خانہ جات از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ڈسٹرکٹ جیل وہاڑی میں قیدیوں کو رکھنے کی کتنی گنجائش ہے اور اسیران کی موجودہ تعداد کیا ہے؟

(ب) ڈسٹرکٹ جیل وہاڑی میں خواتین اسیران کی موجودہ تعداد کتنی ہے اور وہ کن جرائم میں سزا یافتہ یا مقدمات میں ملوث ہیں نیز عرصہ قید کی تفصیل سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

(ج) کیا یہ درست ہے کہ موجودہ بجٹ خواتین اسیران کی ضرورت کے مطابق بہت کم ہے اور اس مقصد کے لئے NGOs یا مخیر حضرات سے مدد لی جاتی ہے، اگر جواب اثبات میں ہے تو حکومت بجٹ کو بڑھانے کے لئے کیا کیا اقدامات اٹھا رہی ہے؟

(د) حکومت پنجاب قیدی بچوں اور خواتین کو جیل میں کیا کیا سہولیات فراہم کر رہی ہے؟

وزیر جیل خانہ جات (جناب عبدالوحید چودھری):

(الف) ڈسٹرکٹ جیل وہاڑی میں 649 اسیران کی گنجائش ہے جبکہ مورخہ 30-06-2013 کو 778 اسیران مقید تھے۔

(ب) اس وقت ڈسٹرکٹ جیل وہاڑی میں 02 خواتین اسیران (حوالاتی) بند ہیں جن کے مقدمات کی تفصیل درج ذیل ہے:۔

1۔ رخسانہ مائی بیوہ وزیر علی
مقدمہ نمبر 13/37 مورخہ 10-02-2013 بجرم 302/337
تھانہ میراں پور تحصیل میلسی ضلع وہاڑی

2۔ منظوراں بیوہ علی محمد
مقدمہ نمبر 13/260 مورخہ 24-06-2013 بجرم 371-A/371-B
تھانہ ٹبہ سلطان پور تحصیل میلسی ضلع وہاڑی

(ج) حکومت پنجاب اسیران بشمول خواتین کے کھانے پینے اور طبی سہولیات کے لئے مناسب بجٹ مہیا کرتی ہے اور اس میں کوئی کمی نہ ہے۔ اس کے علاوہ NGOs بھی اسیران کی فلاح و بہبود کے لئے رضاکارانہ طور پر خدمت سرانجام دے رہی ہیں جن کی تفصیل درج ذیل ہے:

1۔ جمعیت تعلیم القران ٹرسٹ
جمعیت تعلیم القران ٹرسٹ خواتین اسیران کو مذہبی تعلیم اور کڑھائی و دستکاری کی تربیت مہیا کرتی ہے۔

2۔ پلان انٹرنیشنل (پاکستان)
مندرجہ ذیل امور سرانجام دے رہی ہے:۔

i. نوعمر اسیران کے لئے کلاس روم کی تعمیر
ii. نوعمر اسیران کے لئے لائبریری
iii. کلاس روم کے لئے فرنیچر کی فراہمی

(د) حکومت کی طرف سے قیدی بچوں و خواتین کو بہترین کھانا، علاج معالجے کی سہولیات اور خواتین اسیران کے ساتھ شیر خوار بچوں کے لئے دودھ مہیا کیا جاتا ہے۔ خواتین و بچوں کی اصلاح کے لئے دینی اور پیشہ ورانہ تعلیم و تربیت مہیا کی جاتی ہے۔ خواتین کو دستکاری و سلائی سکھائی جاتی ہے۔ نوعمر اسیران کے لئے جدید لائبریری، کلاس رومز اور کمپیوٹر لیب قائم کی گئی ہے۔

ضلع فیصل آباد: پنجاب ورکرز ویلفیئر بورڈ کے تحت چلنے والے سکولوں کی تفصیلات

*472: جناب اعجاز خان: کیا وزیر محنت وانسانی وسائل ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) پنجاب ورکرز ویلفیئر بورڈ کے تحت ضلع فیصل آباد میں کل کتنے بوائز، گرلز ہائی اور مڈل سکول کام کر رہے ہیں اور یہ کہاں کہاں واقع ہیں؟

(ب) ان تمام سکولوں میں گریڈ ایک سے گریڈ16 کی کل کتنی اسامیاں ہیں، سکول کے حساب سے تفصیل بیان کریں، مذکورہ سکولوں میں کتنی اسامیاں خالی ہیں، کیا حکومت خالی اسامیوں کو پر کرنے کا ارادہ رکھتی ہے تو کب تک نہیں تو کیوں؟

(ج) ان مذکورہ سکولوں کو 12-2011 اور 13۔2012 کے دوران کل کتنی رقم فنڈ کی مد میں دی گئی اور یہ رقم کہاں کہاں خرچ ہوئی، تفصیل سے بیان کریں؟

وزیر محنت وانسانی وسائل (راجہ اشفاق سرور):

(الف) پنجاب ورکرز ویلفیئر بورڈ کے تحت ضلع فیصل آباد میں کل 4 ورکرز ویلفیئر سکول ہیں جن کے نام درج ذیل ہیں:

1. ورکرز ویلفیئر سکول (بوائز) لیبر جوہر کالونی، ملت روڈ، فیصل آباد
2. ورکرز ویلفیئر سکول (گرلز) لیبر جوہر کالونی، ملت روڈ، فیصل آباد
3. ورکرز ویلفیئر سکول (بوائز) 153/R.B فیصل آباد
4. ورکرز ویلفیئر سکول (گرلز) 70/R.B فیصل آباد

(ب) گریڈ1 تا16 اسامیوں کی تعداد درج ذیل ہے:۔

نمبر شمار	سکول کا نام	کل اسامیاں	خالی اسامیاں
1	ورکرز ویلفیئر سکول (بوائز) لیبر جوہر کالونی، ملت روڈ، فیصل آباد	71	9
2	ورکرز ویلفیئر سکول (گرلز) لیبر جوہر کالونی، ملت روڈ، فیصل آباد	69	5

3	ورکرز ویلفیئر سکول (بوائز) 153/R.B فیصل آباد	33	12
4	ورکرز ویلفیئر سکول (گرلز) 70/R.B فیصل آباد	33	8

درج بالا اسامیوں کو پُر کرنے کے لئے دفتری کام جاری ہے اور اس سلسلہ میں خالی اسامیوں کا اشتہار جلد اخبارات میں شائع ہو جائے گا۔

(ج) مذکورہ بالا سکولوں کو 2012-13 میں درج ذیل رقوم دی گئیں:۔

نمبر شمار	سکول کا نام	سال 2011۔12 فنڈ	سال 2011۔12 اخراجات	سال 2012-13 فنڈ	سال 2012-13 اخراجات
1	ورکرز ویلفیئر سکول (بوائز) لیبر جوہر کالونی، ملت روڈ، فیصل آباد	30,859,982	34,796,444	38,900,087	35,567,909
2	ورکرز ویلفیئر سکول (گرلز) لیبر جوہر کالونی، ملت روڈ، فیصل آباد	29,164,844	28,134,863	37,100,091	37,114,528
3	ورکرز ویلفیئر سکول (بوائز) 153/R.B فیصل آباد	9,582,012	10,985,108	11,875,033	11,294,584
4	ورکرز ویلفیئر سکول (گرلز) 70/R.B فیصل آباد	12,443,995	14,830,074	17,071,181	15,137,582

درج بالا اخراجات کی تفصیل (Flag-A) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

ڈسٹرکٹ جیل شیخوپورہ میں قیدیوں کی تعداد و دیگر تفصیلات

*445: جناب فیضان خالد ورک: کیا وزیر جیل خانہ جات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) ڈسٹرکٹ جیل شیخوپورہ میں اس وقت کتنے قیدی / حوالاتی ہیں؟

(ب) اس جیل میں اس وقت گنجائش سے زیادہ کتنے قیدی / حوالاتی قید ہیں اور اس کی وجوہات کیا ہیں؟

(ج) یہ جیل کتنے رقبہ پر مشتمل ہے، اس کی عمارت کتنے رقبہ پر ہے؟

(د) اس جیل میں کتنی بیرکس اور سیل ہیں؟

(ہ) اس جیل کے سال 2011۔12 اور 2012-13 کے اخراجات بتائیں؟

(و) کیا حکومت اس جیل کو حوالاتی / قیدی کی تعداد کے مطابق توسیع دینے کا ارادہ رکھتی ہے اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں؟

وزیر جیل خانہ جات (جناب عبدالوحید چودھری):

(الف) ڈسٹرکٹ جیل شیخوپورہ میں اس وقت 489 قیدی اور 1696 حوالاتی بند ہیں کل 2185 اسیران بند ہیں جبکہ گنجائش 590 اسیران کی ہے۔

(ب) اس وقت جیل ہذا میں گنجائش سے 1203 زیادہ قیدی / حوالاتی قید ہیں۔مزید یہ کہ اس وقت ڈسٹرکٹ جیل شیخوپورہ میں شیخوپورہ اور ڈسٹرکٹ ننکانہ صاحب کے اسیران بھی بند ہوتے ہیں۔

(ج) ڈسٹرکٹ جیل شیخوپورہ 155 کنال پر مشتمل ہے اور جیل کی بلڈنگ 92 کنال 2 مرلہ پر مشتمل ہے۔

(د) اس وقت ڈسٹرکٹ جیل شیخوپورہ میں کل 30 بیرکس اور 81 سیل ہیں۔

(ہ) سال 12-2011 کے اخراجات سترہ کروڑ اکیس لاکھ بتیس ہزار چار سو انہتر روپے ہیں اور سال 13-2012 کے اخراجات چودہ کروڑ پندرہ لاکھ ستاسی ہزار تین سو اکاون روپے ہیں۔

(و) اس جیل میں مزید توسیع کی گنجائش نہیں ہے لہذا حکومت نے ضلع ننکانہ صاحب میں جیل بنا کر اس کی تعداد میں کمی کا منصوبہ بنایا ہے جس کے لئے جگہ کا چناؤ ہو رہا ہے۔

شیخوپورہ جیل میں دیت نہ دینے والے قیدیوں کی تعداد و دیگر تفصیلات

*448: جناب فیضان خالد ورک: کیا وزیر جیل خانہ جات از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) شیخوپورہ جیل میں اس وقت کتنے قیدی دیت نہ دینے کی وجہ سے بند ہیں، ان کے ناموں اور عرصہ قید سے آگاہ فرمائیں؟

(ب) ان کے ذمہ دیت کی کتنی رقم بنتی ہے ہر قیدی کی تفصیل الگ الگ بتائیں؟

(ج) کیا حکومت ایسے قیدیوں کو رہا کرنے کے لئے ان کے ذمہ دیت کی رقم کی ادائیگی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے تو کب تک؟

وزیر جیل خانہ جات (جناب عبدالوحید چودھری):

(الف) شیخوپورہ جیل میں اس وقت صرف ایک قیدی فرحت عباس ولد حبیب ہے، جس کی سزا سات سال سے دیت نہ دینے کی وجہ سے مقید ہے۔

(ب) اس کے ذمہ کل رقم پانچ لاکھ اکاون ہزار تین سو چالیس روپے ہے۔

(ج) ایسے قیدیوں کو دیت کی رقم گورنمنٹ اور مختلف NGOs مہیا کرتی ہیں۔ مستحق قیدیان کی تفصیل ان NGOs کو بھجوائی جاتی ہے اور ان کی طرف سے دیت کی رقوم وصول ہونے پر گورنمنٹ کے خزانے میں جمع کروا کر ان کو رہا کیا جاتا ہے۔ اب بھی اس اسیر کا نام گورنمنٹ اور مختلف NGOs کو بھجوایا گیا ہے، جوں ہی ان کی طرف سے رقم وصول ہو گی تو گورنمنٹ کے خزانہ میں جمع کروا کر اس اسیر کو رہا کر دیا جائے گا۔ مزید یہ کہ جناب وزیراعلیٰ پنجاب نے بھی اس معاملہ میں خصوصی دلچسپی کا مظاہرہ کرتے ہوئے غریب اسیران کے ذمہ دیت، ارش، دمن وغیرہ کی ادائیگی گورنمنٹ کی طرف سے کرنے اور محکمہ جیل کے دیگر امور میں بہتری لانے کے لئے مورخہ 18-04-2013 کو خصوصی میٹنگ کا انعقاد کیا تھا اور اس میٹنگ میں کئے گئے فیصلوں کی روشنی میں ارش، دمن، دیت کی ادائیگی گورنمنٹ خزانہ سے ادا کرنے کے لئے 50.103 ملین روپے کی رقم جاری کرنے کے لئے حکومت سے درخواست کی گئی ہے۔ اس رقم کی وصولی سے بھی ان اسیران کی رہائی میں مدد ملے گی۔

سرکاری کارروائی

بحث

مقامی حکومت کے نئے نظام پر عام بحث

جناب قائم مقام سپیکر: اب ہم نئے لوکل گورنمنٹ سسٹم پر عام بحث کا آغاز کرتے ہیں اور بحث کا آغاز منسٹر صاحب کی تقریر سے ہو گا۔ اس کے علاوہ جو دیگر معزز ممبران اس بحث میں حصہ لینا چاہتے ہیں وہ اپنے نام سیکرٹری اسمبلی کو لکھوا دیں۔ جی، منسٹر صاحب!

وزیر انسانی حقوق و اقلیتی امور اور صحت (جناب خلیل طاہر سندھو): جناب سپیکر! بہت شکریہ۔ میں اس Bill کے صرف important features بتاؤں گا اس کے بعد پھر لیڈر آف دی اپوزیشن اس پر اپنی بحث کا آغاز کریں گے پھر آخر میں لاء منسٹر صاحب اس بحث کو conclude کریں گے۔

جناب سپیکر! سب سے پہلے میں یہ بتانا چاہتا ہوں کہ ایک بات جس پر بہت زیادہ زور دیا جاتا ہے وہ accountability ہے۔ اس سے پہلے کہ میں لوکل گورنمنٹ آرڈیننس کے بارے میں کچھ بتاؤں ایک اہم بات کرنے والی ہے وہ یہ ہے کہ اس کا دو جگہوں سے آڈٹ کروایا جائے گا۔ ہم ایک

Provincial Finance Commission بنائے جا رہے ہیں جس میں منسٹر فنانس، منسٹر لوکل گورنمنٹ اور دو ممبران صوبائی اسمبلی ہوں گے۔

"One member recommended by the honourable Leader of the House and one member recommended by the honourable Leader of the Opposition."

اس کے علاوہ سیکرٹری فنانس، سیکرٹری پلاننگ اینڈ ڈویلپمنٹ اور سیکرٹری لوکل گورنمنٹ شامل ہوں گے۔ اس کے علاوہ ہر ضلع میں اس Bill کے تحت دو اتھارٹیز، ہیلتھ اتھارٹی اور ڈسٹرکٹ ایجوکیشن اتھارٹی بن رہی ہیں ان میں زیادہ تر ممبران وہاں کے مقامی elected اور جیتے ہوئے لوگ ہوں گے ان کو ممبر بنایا جائے گا اور ان کا چیئرمین بھی ان کا ممبر ہوگا۔ یہ اس لئے ہے کہ یہ جتنے بھی آئین کے آرٹیکل 140(A) کے تحت اختیارات ہیں۔

140 A. (1) Each Province shall, by law, establish a local government system and devolve political, administrative and financial responsibility and authority to the elected representatives of the local government.

جناب سپیکر! یہ اختیارات اس جگہ پر جائیں گے لیکن اس کی تھوڑی سی جو اہم باتیں ہیں وہ یہ ہیں کہ اس سے پہلے 2001 کے آرڈیننس میں بہت ساری خامیاں تھیں اور خاص طور پر financial corruption کے حوالے سے کوئی فرق نہیں تھا اور کوئی پتا نہیں چل رہا تھا کہ کس مہار سے کام چلایا جا رہا ہے۔ ہم اس کو ایک system میں لے کر آئے ہیں۔ اس میں یونین کونسل کے چیئرمین اور وائس چیئرمین کا direct election ہوگا۔ لاہور میٹروپولیٹن ہوگی اور باقی تمام الیکشن indirect ہوں گے جس میں میئر، ڈپٹی میئر، چیئرمین، وائس چیئرمین اور ضلع کونسل کے چیئرمین کے الیکشن بھی indirectly ہوں گے۔ اس کے علاوہ جس طرح میں نے پہلے کہا ہے کہ اس کی رپورٹ جو بھی ہوگی وہ اس ایوان میں پیش کی جائے گی تاکہ تمام ممبران اس سے مستفید بھی ہو سکیں اور اگر اس بارے میں ان کی کوئی رائے ہے تو وہ بھی بیان کر سکیں۔ اس کے علاوہ عوامی نمائندوں کو اس میں زیادہ سے زیادہ اختیارات دیئے جا رہے ہیں لیکن اس کے ساتھ ساتھ ہمارے متعلقہ ڈیپارٹمنٹ کے سیکرٹریز کو بھی اس نظام میں شامل کیا جا رہا ہے تاکہ جب یہ اتھارٹیز بنیں تو وہ بھی اپنی رائے وہاں پر دے سکیں اور اس کے

علاوہ اگر کوئی تجویز ہے تو وہ بھی دے سکیں۔ That will be supervised by this House.اس کے علاوہ فنانس منسٹر اور منسٹر لوکل گورنمنٹ اس Provincial Finance Commissionکے چیئرمین اور وائس چیئرمین ہوں گے اور ان کے ذریعے اس کو چلایا جائے گا۔ یہ ان کے چند ایک نمایاں features ہیں۔ ہم اس میں خواتین اور minorities کو ان کی آبادی کے مطابق بھرپور نمائندگی دے رہے ہیں اور آبادی کے لحاظ سے Municipal Corporation بنے گی اور جس level کی آبادی ہوگی اسی لحاظ سے اس کو Corporation یا Municipal Corporation کا درجہ دیا جائے گا۔ یہ چند نمایاں خدوخال ہیں جو میں نے بیان کئے ہیں اس کے علاوہ reserve seats پر خواتین اور کسان ممبران ضلع کونسل کی آبادی کی بنیاد پر پانچ سے زیادہ نہیں بن سکتے۔ اس کے علاوہ غیر مسلموں میں سے بھی پانچ سے زیادہ اشخاص ممبران نہیں ہو سکتے۔ But it depends on the population. میں نے اس کے features آپ کو بتادیئے ہیں اور پورے ایوان کے سامنے رکھے ہیں۔ ابھی میری گزارش ہوگی کہ بحث کا آغاز لیڈر آف دی اپوزیشن شروع کریں اور اس کے بعد جب یہ ساری بحث مکمل ہو جائے گی تو پھر لاء منسٹر صاحب اس کو conclude کریں گے۔ شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: جی، میاں محمود الرشید صاحب! آپ بات کرنا چاہیں گے ؟

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! ڈاکٹر مراد راس صاحب بحث کا آغاز کریں گے۔ ایک بجے Standing Committee کی meeting ہے ہم اس میں شریک ہو رہے ہیں۔ اُس میں بیٹھ کر آج اور کل بات کریں گے اس کے بعد پھر میں اس پر خطاب کروں گا۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، ٹھیک ہے۔ جی، ڈاکٹر مراد راس صاحب!

ڈاکٹر مراد راس: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! بہت شکریہ۔ آپ نے بات کرنے کا موقع دیا۔ سب سے پہلے میں چاہوں گا کہ Article 140(A) of the Constitution of Pakistan یہاں پر پڑھ کر سنایا جائے کیونکہ اس کے تحت ہی ہم نے آگے چلنا ہے اور آگے steps لینے ہیں۔ اس میں لکھا ہے کہ:

> "Each Province shall, by law, establish a local government system and devolve political, administrative and financial responsibility and authority to the elected representatives of the local government."

اس میں جو چیزیں کہی گئی ہیں،اب میں آپ کو آگے بتاتا ہوں کہ ہمارے سامنے جو Bill پیش کیا گیا ہے کہ اس کے اندر کون سی چیزیں ہیں،ان تین چیزوں کا administration کے ساتھ تعلق ہے آیا کہ Political, Finance financial responsibilities کے ساتھ آگے devolve کی گئی ہیں یا نہیں کی گئیں۔سب سے پہلے The first issue at hand is کہ دو سسٹم کیوں بنائے جا رہے ہیں ؟اربن کے لئے الگ بنایا جا رہا ہے اور رورل کے لئے الگ بنایا جا رہا ہے۔کہیں پر بھی یہ دو سسٹم اکٹھے کام نہیں کر سکتے،ان دونوں کا اکٹھا کام کرنا بہت مشکل ہے۔ہم پیچھے کی طرف جا رہے ہیں We are going towards regression instead of progression. کیونکہ اربن اور رورل کے درمیان یہ divide نہیں آنا چاہئے۔

جناب سپیکر!اگلے point میں ،میں آپ کو یہ بتاؤں گا کہ جتنے چیئرمین،وائس چیئرمین، میئر،ڈپٹی میئر.They are all coming through indirect election کوئی بھی direct election کے through نہیں آ رہا۔اس کے اندر کیا ہو سکتا ہے ؟اس کے اندر main چیز کرپشن ہے کیونکہ ہارس ٹریڈنگ ہو سکتی ہے جو پہلے ہی elect ہو کر لوگ آ گئے تھے جس طرح آپ لاہور کی مثال لیں کہ نیچے وارڈز میں سے two hundred members elect ہو کر آ گئے اس کے بعد انہی میں سے میئر بننا ہے اور انہی میں سے ڈپٹی میئر بننے ہیں۔ان two hundred کو کس طرح influence کیا جا سکتا ہے؟ان کو ہر طریقے سے influence کیا جا سکتا ہے،through corruption and through influence ان کو capture کیا جا سکتا ہے۔So these are one of two very big issues کہ چیئرمین اور میئر کا direct election ہونا چاہئے۔Why indirect election? چیئرمین،وائس چیئرمین ،میئر اور ڈپٹی میئر کا direct election ہونا چاہئے۔پھر ان elections میں یہ کہیں پر بھی بتایا نہیں گیا،اس پورے 127صفحات کے document کے اندر یہ نہیں بتایا گیا کہ party based elections ہوں گے یا non-party based elections ہوں گے؟ party based elections ہوں یا نہ ہوں مگر آپ کو پتا ہے کہ Ruling Party کا ہمیشہ ان الیکشن پر influence ہوتا ہے۔ہم اس وقت جس situation میں ہیں اور جو Ruling Party mandate کے پاس ہے تو اس کا influence ہو گا۔Whether they are party based or non-party based elections. پھر de-limitation پر بات کی گئی،وہ کہتے ہیں کہ گورنمنٹ کرے گی الیکشن کمیشن نہیں کرے گا۔جب گورنمنٹ کرے گی تو اس

کو define کریں کہ یہ کون کرے گا اور یہ de-limitation کن basis پر ہو گی، یہ territorial ہو گی یا population wise ہو گی؟ اس کو population wise ہونا چاہئے، territory wise نہیں ہونا چاہئے لہذا گورنمنٹ کے لئے یہ define کرنا بہت ضروری ہے کہ de-limitation کن Rules and Procedures کے through ہو گی اور کون کرے گا؟ آگے میں ایجوکیشن اور ہیلتھ کی طرف چلوں گا۔ Mr Speaker! I would like to read few things. میں چاہتا ہوں کہ یہ چیزیں سب کے سامنے پڑھی جائیں جن ممبران کو پڑھنے کا موقع نہیں ملا وہ بھی دیکھ لیں۔ Page b-11 پر District Authorities کا سیکشن 17 ہے۔

17. **District Authorities:** (1) Subject to this section, the Government shall, by notification in the official Gazette, separately establish and determine the composition of District Education Authority and District Health Authority for each District.

ڈسٹرکٹ ایجوکیشن اتھارٹی اور ڈسٹرکٹ ہیلتھ اتھارٹی دونوں کی composition گورنمنٹ کے ہاتھ میں ہے۔ This has nothing to do with local government انہوں نے گورنمنٹ کے ہاتھ میں ہی دے دی۔ اگر آپ سیکشن 17 کے سب سیکشن نمبر 5 میں جائیں:-

(5) The Government shall appoint the Chairman and the Vice Chairman of an Authority and they shall serve during the pleasure of the Government.

کیا زبردست الفاظ استعمال کئے ہیں "for the pleasure of the Government." I mean these are excellent words. کہ چیئرمین اور وائس چیئرمین جب تک گورنمنٹ ان سے خوش ہے وہ چل رہے ہیں نہیں تو ان کو بدل دیا جائے گا۔ اس سے آگے اگر آپ نمبر 6 پر چلیں تو

(6) The Chairman and Chief Executive Officer of the Authority shall be personally responsible to ensure that the business of the authority is

conducted proficiently, in accordance with law and to promote the objectives of the Authority.

یہ سب چیزیں چیئرمین، وائس چیئرمین اور چیف ایگزیکٹو آفیسر کے کنٹرول میں دی جا رہی ہیں۔ Page b-11 کے سب سیکشن نمبر 7 میں لکھا ہے کہ:

(7) The Government may, in the prescribed manner, take appropriate action against the Chairman, Vice Chairman, Chief Executive Officer or any other member of….

اب آپ اس میں دیکھیں کہ گورنمنٹ اپنی مرضی سے چیئرمین کو بھی اُتار سکتی ہے اور وائس چیئرمین کو بھی اُتار سکتی ہے، even though یہ لگائے بھی گورنمنٹ نے ہیں اور ایک سیکنڈ میں وہ ان کو replace کر سکتی ہے۔ آج یہ چیئرمین نہیں ہوں گے وہ ہوں گے، یہ وائس چیئرمین نہیں ہوں گے اسی طرح چیف ایگزیکٹو یہ نہیں ہوں گے کوئی اور ہوں گے۔ ان دونوں District Health Authority and District Education Authority کا سارا کنٹرول گورنمنٹ کے پاس ہے۔ اس کے بعد اگر ہم اس بل کے Page b-24 کے Chapter-VI "Executive Powers and Conduct of Business" پر جائیں تو سیکشن 65 کے سب سیکشن 3 میں لکھا ہے کہ:

(3) The Government may, on the recommendations of the Punjab Local Government Commission and by notification in the official Gazette, delegate any function of a Mayor or a Chairman to a Deputy Mayor or Vice Chairman subject to such conditions as may be prescribed in the notification.

اس کا کیا مطلب ہے؟ اس کا یہ مطلب ہوا کہ گورنمنٹ کسی وقت بھی میئر کی powers ڈپٹی میئر کو دے دے، چیئرمین کی powers وائس چیئرمین کو دے دے کیونکہ وہاں پر میری پسند کے چیئرمین صاحب نہیں آئے شاید کسی اور پارٹی کے ہوں۔ گورنمنٹ کے پاس یہ حق ہے کہ:

It can delegate powers of the Chairman to the Vice Chairman, and the powers of the Mayor can be given to the Deputy Mayor at any time by the Government.

سیکشن 65کے سب سیکشن 5میں جائیں تو

(5) For each local government, except a Union Council, the Government shall appoint a Chief Officer and such number of other officers as may be prescribed.

اس بل میں یہ ایک اور بہت زبردست چیز پیش کی گئی ہے کہ each local governmentکے اندر ایک چیف آفیسر گورنمنٹ اپنا ڈال دے گی۔اب آپ گورنمنٹ کی interference دیکھ لیں کہ گورنمنٹ اپنا چیف آفیسر in each local governmentڈال دے گی۔اس چیف آفیسر کی powersآپ دیکھ لیں کہ کتنی ہیں؟سب سے پہلے اگر آپ Page b-25 سیکشن 65کے سب سیکشن 6میں جائیں تو

(6) The Chief Officer of a local government shall be the Principal Accounting Officer of the local government…

جو پراونشل گورنمنٹ نے اپنا بندہ درمیان میں ڈالا ہے سب سے پہلے اس چیف آفیسر کو پرنسپل اکاؤنٹنگ افسر بنادیا گیا ہے۔ That he will be taking care of all the financial matters اکاؤنٹنگ کے جو بھیmatters ہیں وہ اس کے حوالے کر دیئے جائیں گے اس کے علاوہ میں آپ کو پہلے ان کی basics بتا دوں۔آپ Page b-34 سکیشن 81میں جائیں تو regarding the Chief Officerیہ لکھا ہے۔

81(1) A Chief Officer shall be responsible for:

اب آپ اس میں چیف آفیسر کی powersدیکھ لیں کہ کتنی زیادہ ہیں۔

Who has been appointed by the Government to be the member of the local Government.

(a) Coordination،وہ ساری کریں گے۔

(b) Human Resource Management،یعنی بندےhireکرنے ہیں یاfireکرنے ہیں وہ سارا چیف آفیسر کے پاس ہوگا۔

(c) Public Relations

(d) Legal Affairs

Emergency services (e)، جس میں1122 یا جو بھی ہیلتھ ایمر جنسی سروسز ہیں ساری ان کے underہوں گی۔

Everything that is important comes under the Chief Officer. He will deal with whatever issues come by.

اسی کے ساتھ میں آپ کو بتاؤں کہ جو additional functionsہیں ان میں سے میں ایک ہی بتانا چاہتا ہوں ان میں سے Page b-25, Section 66(2)کے اندر لکھا ہے کہ:

(2) In the performance of function mentioned in subsection (1), a local government shall be bound by the directions of the Government.

زبردست چیز ہے کہ "the local government shall be bound by the directions of the Government."یعنی اگر پراونشل گورنمنٹ نے کچھ کہہ دیا ہے تو لوکل گورنمنٹ کیوں نہیں کر سکتی؟

They are bound by that and they cannot make any other decisions on that.

اسی طرح اگر ہم Page b-39 پر جائیں تو بل کے Chapter XI-District Education and Health Authoritiesمیں Section 89(2)کہتا ہے کہ:

89. District Education and Health Authorities:- (2) The Government shall appoint a Chief Executive Officer of a District Education and District Health Authority.

یہ اسی طرح ہے جس طرح میں نے آپ کو چیف آفیسر کا بتایا کہ لوکل گورنمنٹ کے اندر انہوں نے چیف آفیسر ڈال دیا ہے اور District Health and Educationمیں انہوں نے چیف ایگزیکٹو آفیسر ڈال دیا ہے تو انہوں نے ایک E کا لفظ addکیا ہے ۔ پہلے C.O یعنی Chief Officer تھا اب C.E.Oیعنی Chief Executive Officerبن گیا ہے۔ ساری چیزیں آگے پیچھے دی ہوئی ہیں۔ جب آپ اکٹھی کر کے پڑھیں تو پھر آپ کو پتا چلتا ہے کہ کون سی چیز کہاں پر لگائی گئی ہے۔District Health and Education کے اندر now the Government has put a Chief Executive Officer in it. سیکشن89 کے سب سیکشن 3 کے اندر لکھا ہے کہ:

(3) The Chief Executive Officer shall be the Principal Accounting Officer of the Authority…

اس کو بھی اکاؤنٹنگ آفیسر بنا دیا جس طرح چیف آفیسر کو بنایا تھا یہ وہی دو آدمی ہیں صرف ان کے titles change ہیں مگر ان کے roles وہی ہیں۔

…and shall perform such functions as are assigned to him under this Act or delegated to him by the Authority or the Government.

اب آپ functions کے اندر جائیں۔ادھر جو functions ہیں وہ بہت زیادہ اور بہت ضروری ہیں۔آپ اس بل کے Page b-39 پر دیکھیں کہ Functions of District Education Authority کے بارے میں ہے (Section 90(a) through (j اگر آپ اس میں دیکھیں:

Implementation of policies and directions; ensure teaching standards; infrastructure standards; approve the budget of the authority and allocate funds; plan and finance maintenance of school; perform any other function or duty assigned or delegated by the Government, a Commission or a body.

جو بھی گورنمنٹ کہے گی وہ ان کو کرنا پڑے گا کسی سے پوچھنے کی ضرورت ہی نہیں ہے اور یہ ساری authorities جو ہیں Functions of District Education Authority کے نیچے آ رہی ہیں اور ان کے heads کون ہیں، یہ بھی گورنمنٹ نے لگائے ہیں۔ چیف ایگزیکٹو آفیسر کون ہے ؟ وہ بھی گورنمنٹ کا آدمی ہے It has nothing to do with the Local Government اتنے ضروری ادارے کا Devolution of Powers کے ساتھ کوئی تعلق ہی نہیں ہے۔ Devolution of Power آپ نے کس طرح سے کی ہے ؟ اگر گورنمنٹ نے ہی چُن کر اپنے چیئرمین، وائس چیئرمین اور چیف ایگزیکٹو آفیسر لگا دیئے ہیں تو پھر انہوں نے Devolution of Power کس طرح سے کی ہے ؟ .This is selection system not election system اسی طرح آپ Functions of District Health Authority کو دیکھیں ان functions کے اندر بھی .They take over everything اس میں کوئی ایسی چیز نہیں ہے جو کہ cover نہ ہو۔ اس کے اندر آپ دیکھ لیں (Page b-40/Section 91)

Establish, manage and supervise primary and secondary health care facilities and institutions; coordinate planning and allocate finances for provision of service delivery at district level.

ہر چیز آپ دیکھتے جائیں سب سیکشن (a) سے سب سیکشن (o) تک، ساری health care کی responsibility ان کو دے دی گئی ہے۔ جو لوگ گورنمنٹ کی طرف سے لگائے گئے ہیں۔

They have nothing to do with the Local Government. Everything has to do with the people that have not been elected but selected by the Government.

جو چیئرمین، وائس چیئرمین یا چیف ایگزیکٹو آفیسر ہیں ان تینوں لوگوں کے پاس ہی ساری اتھارٹی ہے اور سب چیزیں کرنے کی اتھارٹی ہے چاہے وہ ایجوکیشن ہو یا ہیلتھ ہو سب کی اتھارٹی ان لوگوں کے پاس ہے۔

Now, we will move on to Page b-48/Chapter XIV/Section 107-Provincial Finance Commission and Fiscal Transfers.

اس کی جو composition ہے وہ بڑی interesting ہے۔ اس میں ایک فنانس منسٹر ہے جو کہ elected آدمی ہے۔ ٹھیک ہے، اس کے علاوہ وزیر لوکل گورنمنٹ بھی ایک elected آدمی ہے۔ اس کے علاوہ اس میں دو ایم پی ایز بھی شامل ہوں گے، اسی طرح جب آپ آگے اس کی composition میں جائیں گے تو اس میں Secretary to the Government شامل ہو گئے ہیں جو کہ ایک unelected آدمی ہے۔ اسی طرح پھر اس کے بعد Secretary to the Government Planning & Development; Secretary to the Local Government and Community Development بھی شامل ہو گئے ہیں۔ اسی طرح چیئرمین ہیں جو کل چودہ بندے بنتے ہیں اور ان چودہ بندوں میں سے آٹھ بندے elected ہیں اور چھ unelected ہیں۔ ان میں سے بھی جو آٹھ elected ہیں ان میں سے چار indirectly elect ہو کر آئے ہوئے ہیں اور جس طرح میں نے آپ کو پہلے بتایا جو indirect election کے through آ رہے ہیں وہ کسی طرح بھی آ سکتے ہیں۔

They can come through influence; they can come through horse-trading; they can come through corruption; or they can come through anything.

لہذا اس کمیشن کے اندر بھی جو آٹھ electedلوگ ہیں ان میں سے چار indirect electionکے ذریعے سے آئے ہیں میں ان کو elected نہیں مانتا۔ ان کو بھی اگر آپ دیکھیں کہ یہ چودہ ممبران کا جو کمیشن ہے اس میں سے صرف چار electedلوگ ہیں باقی سب جو ہیں یا تو indirect electionکے ذریعے آئے ہوئے ہیں یا پھر گورنمنٹ کی طرف سے by selectionآئے ہوئے ہیں۔ اسی طرح اگر ہم Page b-52/Section 112کی طرف جائیں تو

(2) The Government shall vet the tax proposal prior to the approval of the tax by the local government in order to ensure that the proposal is reasonable and in accordance with law.

کوئی بھی ٹیکس لگایا جائے گا وہ گورنمنٹ بتائے گی، لوکل گورنمنٹ سے نہیں پوچھا جانا کہ یہ لگایا جائے یا نہ لگایا جائے۔ ان کو انہوں نے یہ کہنا ہے کہ یہ ٹیکس لگانا ہے اور اس طرح سے لگانا ہے یعنی سارے checks and balancesان کے پاس ہیں and it has nothing to do with the Local Government. They will come and just do it.کہ یہ کرنا ہے اور اس طرح سے کرنا ہے۔ Now, we move on to Page b-54/Section 119-Provincial Local Government Commissionہے۔ ایک میں نے پچھلے کمیشن کے بارے میں بتایا ہے اور اب یہ ایک Provincial Local Government Commissionہے اگر اس کے سب سیکشن 2 کے اندر دیکھا جائے تو میں آپ کو یہ بھی بتا دوں کہ یہ کمیشن بھی کس نے بنایا ہے اور کون کون اس میں شامل ہے۔ ایک چیئرمین ہے جو کہ منسٹر ہوں گے۔ آپ دیکھنا جب میں آگے بتاتا ہوں Only one person is an elected memberباقی سارے selectionکے ساتھ آرہے ہیں۔ سیکشن 119 کے سب سیکشن 2 میں لکھا ہے کہ:

(b) two members from general public, one each nominated by the leader of the House and leader of the Opposition in the Provincial Assembly of the Punjab;

(c) two eminent, qualified and experienced technocrat members selected by the Government;

یہ بھی گورنمنٹ کی طرف سے آئیں گے Secretary Local Government and Community Development یہ بھی گورنمنٹ کی طرف سے آئے گا so Provincial Local Government Commission کے اندر ایک بندہ elected ہے جو کہ منسٹر صاحب ہوں گے The Chairman and everybody else is selected by the Government and put in there. How much interference?… اس میں گورنمنٹ کتنی interference چاہتی ہے وہ ہمیں بتانے کی ضرورت نہیں ہے وہ آپ کے سامنے ہے۔ ایک کمیٹی جس کے چھ ممبران ہیں جس میں سے پانچ unelected ہیں اور صرف ایک بندہ elected ہے۔ پانچ بندے جو unelected ہیں They have been brought in by the Government. اگر یہ چیزیں پڑھی جائیں تو ان کے اندر آپ دیکھیں گے کہ They are in black and white that how the Government wants to impose? اور وہ کس طرح سے ہر چیز کے ساتھ interfere کرنا چاہ رہی ہے اور ہر چیز پر impose کرنا چاہ رہی ہے۔ اسی طرح اگر آپ سیکشن 120 جو ہے اس کے Functions of the Commission کے سب سیکشن (3) کو دیکھیں اس میں لکھا ہوا ہے کہ:

(3) The Government may, on the recommendation of the Commission, suspend a Mayor or a Chairman for a maximum period of ninety days….

جس کمیشن میں پانچ unelected لوگ ہیں اور ایک elected representative ہے جو کہ چیئرمین ہے اور وہ کمیشن گورنمنٹ کی recommendation کے اوپر میئر یا چیئرمین کو replace کر سکتا ہے، میئر یا چیئرمین کو بلا سکتا ہے، میئر یا چیئرمین کے ساتھ جو چاہے کر سکتا ہے۔

Sub-section (4) says:

(4) Where, on an inquiry under subsection (1), the Mayor, Chairman, Deputy Mayor, Vice Chairman or a member of a local government is found guilty of misconduct by the Commission, the Commission shall recommend appropriate action…

کمیشن کے پاس سارا کنٹرول ہے۔ جتنے بھی لوکل باڈیز کے اندر لوگ ہیں ان کو آگے پیچھے کرنے کا، نکالنے کا کنٹرول اس کمیشن کے پاس ہے جس کمیشن کے پانچ بندے unelected ہیں اور صرف ایک چیئرمین elected ہے۔

They will make the decisions. Five people that have been brought in by the Government

پانچ لوگ گورنمنٹ لے کر آئی ہے، اس میں سے ایک بندہ elected ہے اور یہ بیٹھ کر decisions کریں گے کہ لوکل گورنمنٹ کا ہر direct یا indirect elected بندہ جو ہے اس کا لوکل گورنمنٹ کے ساتھ کسی بھی مسئلے پر کیا future ہو گا؟

جناب سپیکر! اس کے بعد میں section 150 کے Subsection(3) Page b-65 جس کو پورے بل میں کہیں mention نہیں کیا گیا ایک چھوٹے سے پیراگراف میں چھپا کر لکھ دیا گیا ہے اُس کو پڑھ کر سنانا چاہتا ہوں۔

(3) The Local Government Board established under the Punjab Local Government Ordinance, 1979 (VI of 1979) for the administration of officers and officials of the local council service and Tehsil/Town Municipal Administration cadre shall continue to function.

کہ یہ function continue کرتا رہے گا مگر اس چیز کو کہیں بھی پورے بل کے اندر mention نہیں کیا گیا۔ لوکل گورنمنٹ کے پاس کوئی کنٹرول نہیں ہے بلکہ سارا کنٹرول گورنمنٹ کے پاس ہے۔ آپ کو میں نے different commissions کا بھی بتایا، authorities کے متعلق بتایا، ہیلتھ اور ایجوکیشن اتھارٹیز جو اضلاع میں بن رہی ہیں۔

All employees of the Local Government shall be employees of the Local Government Board. The Board is controlled by the Provincial Government.

سیکرٹری لوکل گورنمنٹ اس کا چیئرمین ہو گا۔ Section-150(3) کے تحت صوبائی حکومت اپنی ہر قسم کی powers exercise کر سکتی ہے۔ اس Bill کے تحت لوکل باڈیز سسٹم میں صوبائی حکومت کی بہت زیادہ interference ہے اور لوکل گورنمنٹ ان کی interference کے بغیر run نہیں کر سکتی۔

جناب سپیکر!اس پورے Bill کے اندر devolution of power بہت کم ہے۔اس Bill میں کہیں پر بھی یہ clarification موجود نہیں کہ ہم لوکل باڈیز الیکشن کروانے جارہے ہیں یا صرف ایک لوکل باڈی بنانا چاہ رہے ہیں؟اس Bill کے تحت ہم لوکل باڈیز گورنمنٹ بنانے نہیں جارہے کیونکہ اس میں the financial powers, the authoritative powers and the representation powers نیچے devolve نہیں کی جارہیں۔اسی وجہ سے میں یہ کہہ رہا ہوں کہ ہم لوکل باڈیز گورنمنٹ نہیں بلکہ لوکل باڈیز بنانے جا رہے ہیں۔اس کے علاوہ indirect elections کو direct کروانا پڑے گا ورنہ اس میں ہر قسم کی کرپشن،ہارس ٹریڈنگ اور غلط کام کرنے کی کھلی opportunity مہیا ہو جائے گی۔چیئرمین اور وائس چیئرمین کے direct elections کی وجہ سے ہم کرپشن اور ہارس ٹریڈنگ کی کھلی opportunity دے رہے ہیں۔

جناب سپیکر!اب میں کچھ چیزوں کو summarize کرنا چاہتا ہوں۔سب سے ضروری چیز یہ ہے کہ رورل اور اربن کو divide نہ کیا جائے۔ان کو divide کرنے سے زیادہ differences create ہوں گے۔آرڈیننس 2001 کے اندر رورل اور اربن کی divide abolish کر دی گئی تھی۔دیکھیں،اربن کے پاس funds raise کرنے کے بہت زیادہ طریقے ہیں جبکہ رورل کے پاس اتنے نہیں ہیں۔ایسے بہت سے طریقے ہیں کہ جن کے تحت urban areas funds create کر سکتے ہیں جبکہ اس کے مقابلے میں rural areas میں funds create کرنے کے زیادہ وسائل نہیں ہیں۔ہم چاہتے ہیں کہ ان دونوں areas کو اکٹھا چلانے کا نظام لائیں یعنی دونوں areas کو ایک ہی نظام کے تحت چلایا جائے تو پھر ہی بہتری آ سکتی ہے بصورت دیگر We are only going backward and we are not moving forward. ہم لوگ صرف regression کی طرف جا رہے ہیں progression کی طرف نہیں جارہے۔

جناب سپیکر!یہ بہت اہم اور ضروری ہے کہ delimitation territory wise نہیں بلکہ population wise ہونی چاہئے۔اسی طرح urban areas کے اندر یونین کونسلیں ختم کرنے سے بڑا نقصان ہوگا۔اب تک ہم urban areas میں یونین کونسلوں پر ہی چلتے رہے ہیں۔پچھلے جنرل الیکشن بھی اسی پر ہوئے ہیں۔میں آپ کو لاہور کی مثال دیتا ہوں کہ یہاں پر 150 یونین کونسلیں ہیں اب وہ 200 وارڈز بن جائیں گے۔چونکہ ابھی تک اس نظام کو update نہیں کیا گیا تھا اور اگر کر لیا جاتا تو آبادی کے لحاظ سے یہ 200 کے قریب ہی یونین کونسلیں بنی تھیں۔lets say اگر آپ ایک یونین

کونسل کو one and half or two وارڈز کے اندر divide کر دیتے ہیں تو پھر بھی ایک آدمی یہ ذمہ داری پوری نہیں کر سکتا۔ایک یونین کونسل کی responsibilities اور کام بہت زیادہ ہیں جو کہ ایک آدمی سرانجام نہیں دے سکتا۔اکیلا آدمی اتنے کام کر ہی نہیں سکتا،اس کے لئے یہ feasible ہی نہیں کیونکہ جب تک آپ یونین کونسل کی طرح اس کو پوری ٹیم نہیں دیں گے اس وقت تک وہ یہ ساری ذمہ داریاں آسانی سے ادا نہیں کر سکتا اس لئے شہری علاقوں میں یونین کونسلوں کو ختم کرنا بڑا ہی غلط فیصلہ ہوگا۔

جناب سپیکر!اس کے علاوہ اس Bill میں Citizen Community Boards کو کہیں mention نہیں کیا گیا اور ان کو ختم کر دیا گیا ہے جس کی وجہ سے مسائل پیدا ہوں گے۔اپنے علاقے کے مسائل کو حل کرنے کے لئے community کی involvement کو ختم کر دیا گیا ہے۔They can't be involved in their own communities کیونکہ Citizen Community Boards ختم کر دیئے گئے ہیں۔ان Citizen Community Boards کا یہ فائدہ ہے کہ علاقے کے لوگ مل کر اپنے مسائل خود حل کر سکتے ہیں۔علاقے کے لوگوں کو ہی سب سے بہتر پتا ہوتا ہے کہ ہمارے مسائل کیا ہیں اور وہ کس طرح حل ہونے ہیں؟میں اگر بطور ایم پی اے باہر سے کسی ایک بستی کے اندر جاؤں تو اس بستی والوں کو مجھ سے زیادہ بہتر پتا ہوگا کہ ان کے مسائل کیا ہیں اور وہ کیسے حل ہو سکتے ہیں؟چنانچہ یہ Citizen Community Boards ختم نہیں ہونے چاہئیں۔

جناب سپیکر!لوکل گورنمنٹ کا جو Bill ایوان میں پیش کیا گیا اس سے یہ چیز واضح ہوتی ہے کہ Local Bodies بنائی جا رہی ہیں اور یہ Local Bodies Government نہیں بنا رہے۔

This Bill does not define, support or show, in any way, the underlying spirit of Article-140-A of the Constitution of Pakistan.

اس Bill کے اندر کہیں پر بھی وہ support, definition and spirit نظر نہیں آ رہی جو کہ ایک actual Local Government کی ہونی چاہئے۔This is more like a local body and not a Local Government.بہت شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر:بہت مہربانی۔سردار شہاب الدین خان!

سردار شہاب الدین خان: جناب سپیکر! یہ جوPunjab Local Government Bill 2013 جمعہ کوtable کیا گیا ہے میں اسی حوالے سے بات کروں گا۔ ہمارے معزز وزیر قانون ولوکل گورنمنٹ غالباً اس وقت ایوان میں موجود نہیں ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: سردار صاحب! وزیر صحت موجود ہیں اور وہ notes لے رہے ہیں۔ ابھی تھوڑی دیر میں وزیر قانون بھی آجائیں گے۔

سردار شہاب الدین خان: جناب سپیکر! اگر آئین کے آرٹیکل140-A اور آرٹیکل۔32 کو پڑھیں تو واضح ہوتا ہے کہ آپ اسPunjab Local Government Bill 2013 میں آئین کو violate کرنے جارہے ہیں۔ اسBill میں جو خامیاں میری نظر سے گزری ہیں ان پر تفصیلی بحث تو آج نہیں ہوسکتی کیونکہ ساڑھے بارہ بجے خصوصی کمیٹی کی میٹنگ بھی ہے۔ تاہم میں اس حوالے سے دو باتیں ضرور کروں گا۔ پاکستان پیپلز پارٹی اور حکمران جماعت پاکستان مسلم لیگ(ن) کے درمیان 15۔مئی2006 کو لندن میں ایک معاہدہ ہوا جسے چارٹر آف ڈیموکریسی کہا گیا۔ اگر اس معاہدے کی تحریر کو دیکھیں تو اس کے آرٹیکل نمبر10,29 اور30 میں لوکل باڈیز الیکشن کا ذکر ہے جسے میں تھوڑا سا ابھی پڑھ کر بھی سناتا ہوں۔ اس کے آرٹیکل۔10 میں کہا گیا ہے کہ:

"Local Bodies Election will be held on party basis…"

اسBill میں اس معاہدے کی پہلی violation یہی ہے کہ یہ الیکشنparty basis پر نہیں کرائے جارہے۔ یہ معاہدہ(شہید) محترمہ بے نظیر بھٹو اور میاں محمد نواز شریف جو کہ موجودہ وزیراعظم پاکستان ہیں کے درمیان ہوا تھا۔ اس کی خلاف ورزی کی جارہی ہے کیونکہ اس میںclear cut ہے کہ الیکشنparty basis پر ہوں گے۔ اس میں لکھا گیا ہے کہ:

> Local Bodies Election will be held on party basis through Provincial Election Commission in respective provinces and constitutional protection will be given to local bodies to make them autonomous and answerable to their respective Assemblies as well as to the people through regular course of law.

میرے معزز ساتھی ڈاکٹر مراد راس صاحب نے بڑی اچھی بات کہی ہے کہ ہم اس کو لوکل گورنمنٹ مت کہیں۔ ہم اس کو لوکل باڈیز تو کہہ سکتے ہیں کہ اختیارات کی نچلی سطح پر تقسیم جو ہمیں

Amendment 18th کے تحت حاصل ہوئی ہے۔ ہم صوبائی خود مختاری کی تو بات کرتے ہیں کہ ہم نے وفاق سے اختیارات لے کر صوبوں کو دے دیئے تو جب صوبوں کی باری آتی ہے کہ grass roots levelتک اختیارات کی تقسیم ہو تو ہم لوگ کیوں نہیں سوچتے کہ یہ اختیارات نچلی سطح تک جائیں۔ اس بل میں مقامی حکومتوں کو حکومت کا نام تو دے دیا گیا ہے مجھے یہ کہتے ہوئے بھی عجیب سا محسوس ہو رہا ہے کہ ہم اس کو مقامی حکومت کہیں۔ حکومت وہ ہوتی ہے جس کے پاس انتظامی و مالیاتی اختیارات ہوں۔ grass roots level پر تمام اختیارات کی مالک پبلک، پبلک کے منتخب نمائندے، وہ یونین کونسل میں ہوں، وہ میونسپل کمیٹی میں ہوں، وہ ڈسٹرکٹ کونسل میں ہوں یا میونسپل کارپوریشن میں ہوں یہ اختیارات اُن کے پاس ہونے چاہئیں نہ کہ اُن کے اوپر یہ تمام تر اختیارات provincial governmentsکے پاس ہوں تو میں سمجھوں گا کہ یہ لوکل گورنمنٹ سسٹم نہیں ہے یہ لوکل باڈیز کہلائے گا۔

جناب سپیکر! اس بل کی جو formation ہمارے سامنے لائی گئی ہے 1979 اور 2001 کے ایکٹ میں جو devolution of powers ہوئیں ان دونوں کو پڑھ کر اُن میں سے کچھ چیزیں نکالی گئیں۔ مذکورہ بالا دونوں Ordinances کو اگر پڑھیں تو کن لوگوں نے ہمیں یہ Ordinances دیئے؟ ایک ڈکٹیٹر ضیاء الحق (مرحوم) اور دوسرا پرویز مشرف تو کوئی بھی سسٹم جو بھی دے ہمیں چاہئے کہ ہم اس کی خوبیاں اور خامیاں ڈھونڈیں۔ ان دونوں Ordinances میں میرے خیال میں وہ چیزیں تلاش نہیں کی گئیں جس طرح یہاں پر check and balance کی بات ہوئی ہے۔ اگر Ordinance 2001 غلط تھا اُس میں کوئی check and balance نہیں تھا تو مجھے اس ایوان میں بتایا جائے کہ اُس سسٹم میں کتنے یونین ناظمین، کتنے تحصیل ناظمین اور کتنے ضلع ناظمین کے اوپر کرپشن ثابت ہوئی ہے اور وہ جیل گئے ہیں۔ آپ ضلعی حکومتوں کو دیکھ لیں تو وہاں ضلع ناظم کے پاس کوئی financial powers نہیں تھیں، Principal Accounting Officer, DCO تھا یعنی مالیاتی اختیارات ضلع ناظم کے پاس نہیں تھے وہ ڈی سی او کے پاس تھے البتہ اس میں ٹی ایم اے ہمارا ایک tier تھا اُس میں بھی تحصیل ناظم اور ٹی ایم او تھا اسی طرح یونین کونسلز کے تیسرے tier میں بھی یہی mechanism تھا۔ یہاں پر میرے محترم منسٹر برائے لوکل گورنمنٹ رانا ثناء اللہ خان صاحب تشریف فرما ہیں، سٹینڈنگ کمیٹی برائے لوکل گورنمنٹ میں بھی یہ چیز طے ہوئی تھی جس کی ایک گھنٹے بعد میٹنگ ہے تو جناب کے توسط سے میری یہ گزارش ہو گی کہ اپوزیشن کی مثبت تجاویز کو دیکھیں، اُن پر بحث کریں

اور اس بل 2013کو جب approveکروانے لگیں تو یہ بل اتنی جلدی اور عجلت میں پاس نہ کروائیں۔ ہم یہ لوکل باڈی سسٹم دس کروڑ عوام کے لئے پاس کروانے جارہے ہیں اور چار سال یا یہ بل پتا نہیں کب تک چلتا ہے تو ہم اس کی ہر چیز اور ہر پہلو پر جائیں، check and balanceپر جائیں اور اختیارات کی تقسیم پر جائیں۔ میں اپنی تقریر ختم کرتے ہوئے ایک بار پھر عزت مآب راناثناء اللہ خان صاحب سے یہ گزارش کروں گا کہ اس کے خدوخال میں اپوزیشن کی مثبت تجاویز کو شامل کیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: بہت شکریہ۔ جی، سردار وقاص حسن موکل صاحب!

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ/ قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں معزز ایوان کے سامنے ایک دو وضاحتیں رکھنی چاہوں گا۔ایک تو یہ ہے کہ معزز ممبر نے یہ فرمایا کہ اس پر اتنی جلد بازی نہ کی جائے۔ میں اس معزز ایوان کو یقین دلاتا ہوں کہ Treasury Benches کی طرف سے بھی اور بالخصوص Opposition Benchesکی طرف سے جتنے بھی معزز ممبران اس بل پر بات کرنی چاہیں گے اُن کو موقع ملے گا اور اگر چار دنوں میں یہ بحث concludeنہیں ہوتی تو ہم اس کو پانچویں اور چھٹے دن پر بھی لے کر جائیں گے اور معزز ممبران جو تجاویز دیں ہم اُن کو سنیں گے، قائمہ کمیٹی برائے مقامی حکومت و دیہی ترقی کی میٹنگ آج بھی ہے اور وہ روزانہ کی بنیاد پر ساتھ ساتھ چلے گی تو ہم کوشش کریں گے کہ ہمیں ان تجاویز کو اُس بل میں کیسے incorporateکرنا ہے۔ میں اس میں معزز ممبران سے یہ بھی گزارش کروں گا کہ وہ ایک بات پر تنقید کرتے ہیں کہ جی اس میں یہ غلط ہے لیکن اس کے ساتھ ساتھ وہ یہ بھی فرمائیں کہ یہ غلط ہے تو اس کو اس طرح سے صحیح کر دیا جائے یا اس کی جگہ پر اس تجویز کو اپنا لیا جائے تاکہ کمیٹی کے لئے بھی ورکنگ کرنا آسان ہو اور اس بحث کو زیادہ سے زیادہ fruitfulاور نتیجہ خیز بنایا جاسکے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، سردار صاحب!

سردار وقاص حسن موکل: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! میں اس لوکل باڈیز بل کے اندر کچھ چیزیں highlightکرنا چاہوں گا جس میں سب سے پہلے Chapter No. 3 کے اندر جہاں پر Constitution of Local Governmentہے۔اس کے Point No. 2کا پیرا"C"ہے:

> An integrated urban area having a population between fifty thousand and five hundred thousand to be a Municipal Committee;

جناب سپیکر! میرا سوال یہ ہے کہ پاکستان میں اس پر آخری census 1998-99 میں ہوا تھا اور اس وقت 2013 ہے۔ کیا ہمارے اس criteria کی 1998 basis کا census ہے چونکہ اس کے مطابق بہت سارے شہر ایسے ہوں گے جو کتابوں یا record census کے مطابق آبادی کم دکھا رہے ہوں گے لیکن on ground reality یہ ہو گی کہ اُن کی آبادی بہت زیادہ ہو چکی ہو گی۔ یہ discrepancy میرے نقطہ نظر سے یونین کونسل اور ڈسٹرکٹ کونسل کے اندر ایک tier کے لئے بہت اہم ہے کہ اگر ہم اگلے چار یا پانچ سالوں کے لئے یہ والا نظام رائج کرنا چاہ رہے ہیں تو ہماری basis ٹھیک ہونی چاہئے۔ ہمیں اس چیز کا تعین کر لینا چاہئے کہ کون سی جگہوں پر کتنی آبادی ہے اور ہم اُس کے مطابق اُن چیزوں کو بہتر طریقے سے بنا سکیں اس لئے میں یہ چاہوں گا کہ معزز وزیر اس چیز کو incorporate کریں اور اس کے ساتھ ساتھ ہمیں بتایا جائے کہ کون سے census کے حساب سے یہ کر رہے ہیں؟

جناب سپیکر! اس کے علاوہ Chapter 4 کے اندر محترم وزیر نے اپنی تقریر میں بھی یہ کہا کہ خواتین کو، peasants members کو اور non-Muslims کو نمائندگی دی جا رہی ہے۔ اگر دیہاتی علاقوں میں ایک یونین کونسل کی average population دیکھی جائے تو 15 ہزار ہو گی اُس میں ہم 7 ممبر منتخب کر رہے ہیں اور صرف ایک خاتون کو ہم نمائندگی دے رہے ہیں اس کا مطلب ہے کہ اگر 50 فیصد بھی دیکھا جائے تو 7 ہزار خواتین کی ایک خاتون نمائندگی دے رہی ہے۔ اسی طرح Non Muslim members کے لئے لکھا گیا ہے کہ یونین کونسل میں کم از کم پانچ سو population ہونی چاہئے، ہم یہ کس قسم کی restriction لگا رہے ہیں، کیا minority population پہلے یونین کونسل میں پانچ سو ہو گی تو وہ اہل ہوں گے، اگر 499 ہو گی تو کیا وہ اہل نہیں ہو سکتے؟ اس criteria کی میں وزیر موصوف سے وضاحت چاہوں گا۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! میں آخر میں ڈسٹرکٹ ایجوکیشن اتھارٹی اور ڈسٹرکٹ ہیلتھ اتھارٹی پر چند سوالات کرنا چاہتا ہوں کہ کیا ڈسٹرکٹ ایجوکیشن اتھارٹی اور ڈسٹرکٹ ہیلتھ اتھارٹی کے آنے کے بعد EDO's اپنا کام کرنا چھوڑ دیں گے؟ اگر ان کی powers یا performance یا deliverance کے حوالے سے دیکھا جائے تو میرے نقطہ نظر سے یہ وہی کام کر رہے ہوں گے جو ای ڈی او، ہیلتھ یا ای ڈی او، ایجوکیشن کر رہے ہوں گے۔ اگر ایسا ہے تو کیوں ہے؟ میرا دوسرا سوال یہ ہے کہ اگر ایسا نہیں ہے تو کیا یہ duplication نہیں ہو گی، کیا ہم ایک کام کے لئے ایک ہی انسان کو تین مختلف مقامات پر تو

نہیں بھیج رہے کہ پہلے وہ ای ڈی او، ایجوکیشن کے پاس جائے پھر ڈسٹرکٹ ایجوکیشن اتھارٹی کے پاس جائے اور پھر وہ چیئرمین ڈسٹرکٹ کونسل کے پاس جائے؟

جناب سپیکر! یہ وہ چند سوالات ہیں جن کا میں چاہوں گا کہ وزیر صاحب آپ کی وساطت سے جواب دے دیں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب قائم مقام سپیکر: سردار صاحب! یہ سوالات نوٹ کر لئے گئے ہیں جس وقت وزیر صاحب wind up کریں گے تو یہ آپ کو جواب بھی دیں گے۔ اس کے علاوہ آپ کمیٹی میں بھی اسے discuss کر لیجئے گا۔ میں ممبران سے گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ ان کے پاس پانچ منٹ ہیں، آپ پانچ منٹ میں اپنی تقریر wind up کر لیں تاکہ زیادہ سے زیادہ ممبران اس بحث میں حصہ لے سکیں۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! پانچ منٹ میں کیا تقریر ہو سکتی ہے۔ ہم پنجاب کی عوام کے مستقبل کے لئے جو decide کرنے جا رہے ہیں تو پانچ منٹ میں کیا بات ہو سکتی ہے؟

جناب قائم مقام سپیکر: میرے پاس بہت لمبی فہرست ہے اس لئے میں چاہتا ہوں کہ سب لوگوں کو موقع مل جائے۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! منسٹر صاحب نے فرمایا ہے کہ ہم اس پر بحث کے لئے مزید دو دن بھی رکھ سکتے ہیں۔ انہوں نے جس طرح فرمایا ہے تو میری آپ سے گزارش ہے کہ اس بل کو اس طرح نہ لیا جائے۔ اس میں تمام ممبران اسمبلی کی جو بھی آراء آئیں گی ان کو incorporate کیا جائے۔ اس پر proper discussion ہونی چاہئے۔ پانچ منٹ کا وقت بہت کم ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: میاں صاحب! اگر کوئی ضروری اور اہم بات ہو گی تو ضرور زیادہ وقت دیا جائے گا۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! بہت شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: اب میں ملک محمد علی کھوکھر صاحب کو تقریر کے لئے دعوت دیتا ہوں۔ جی، ملک صاحب!

ملک محمد علی کھوکھر: جناب سپیکر! شکریہ۔ یہ بل کمیٹی کے پاس جا چکا ہے۔ ہم وہاں بھی اپنی تجاویز دیں گے۔ یہاں ایوان میں بھی بحث ہو رہی ہے اور آگے بھی چلے گی۔ یہ بہت خوش آئند بات ہے کہ یہ بل پیش ہوا ہے۔ یہ need of the hour تھی۔ لوگوں کے مسائل کا انبار لگا ہوا ہے اور ممبران

اسمبلی لوگوں کے روزمرہ کے مسائل کے انبار میں گھسے ہوئے ہیں اور انہی میں involve ہو گئے ہوئے ہیں جبکہ یہ مسائل مقامی سطح پر حل ہونے چاہئیں تھے۔ میں یہاں پر صرف یہ کہنا چاہتا ہوں کہ ہمیں بطور ممبر پنجاب اسمبلی کوئی عار نہیں ہونی چاہئے کہ ہم اپنی powers and authorities, delegate to the Local Government کریں اور یہ ہونی بھی چاہئیں۔ ہمیں ان کو empower کرنا چاہئے لیکن اس میں کچھ تجاویز اس لحاظ سے ہیں کہ اس میں جو بحث ہو اور جو input آئے اس کو مدنظر رکھا جائے کہ 2001 میں جو cut paste اور hotchpotch سسٹم بنایا گیا اور ہمارے ملک میں نافذ کیا گیا۔ اس سے اجتناب کیا جائے اسے organic ہونا چاہئے۔ ہمیں اپنی ground realities اور حالات کو مدنظر رکھتے ہوئے اسے evolve کرنا چاہئے اور اس میں بہتری کی طرف جانا چاہئے۔ یہ اس کی mason stage ہے، اس میں ابھی جو بہتری ہو گی اس سے ہم سب آنے والے وقت میں مستفید ہوں گے۔ ہمیں ground realities کو مدنظر رکھنا چاہئے کہ ہمارے شہری اور دیہی معاملات میں یکسانیت نہیں ہے کیونکہ ہمارے دیہی معاملات مختلف ہیں They need to be dealt in a different way. یہاں پر جیسے point out کیا گیا ہے کہ خواتین اور اقلیتوں کا خیال رکھنا پڑے گا۔ اس حوالے سے تجاویز اور outcome ایسا ہونا چاہئے کہ لوگ مقامی سطح پر مسائل کو حل کرا سکیں اور اپنا غم وغصہ مقامی حکومت کے حوالے سے نکال سکیں تاکہ وہ pint up نہ ہوں، یہی معاملات pint up ہو کر کسی بڑے مسئلے کی طرف جاتے ہیں جس سے سارا ملک متاثر ہوتا ہے۔ یہاں realities کو سامنے رکھتے ہوئے ہماری پنچایتوں کو recognize کیا جائے اور ان کو فعال بنایا جائے۔ دیہی علاقوں میں arbitration system collapse کر گئے ہیں جس کی وجہ سے ہم institutions کو بھی politicize کرتے جا رہے ہیں۔ یہ ایسی local bodies ہونی چاہئیں جو کہ institutions کو politicize نہ کریں، ان کو corrupt نہ کریں، ان کو اپنا کام کرنے دیں بلکہ ان کو complement کریں، مقامی سطح کے مسائل کی نشاندہی کریں اور institutions کی attention کو draw کریں rather than divert کریں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

ہم ابھی اس process سے گزر رہے ہیں۔ I wish every one all the best ہم accept کرتے ہیں کہ ہم سب سے سپیشل کمیٹی بھی تجاویز لے گی اور ایوان میں بھی اس پر بات ہو گی۔ بہت شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: ملک صاحب! بہت شکریہ۔ جی، میاں محمد اسلم اقبال صاحب!

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! بہت شکریہ۔ آپ نے مجھے اس اہم ترین موضوع پر بات کرنے کے لئے موقع فراہم کیا۔

جناب سپیکر! مقامی حکومت کے حوالے سے جس طرح تمام دوستوں نے آئین کے آرٹیکل 140-A کو یہاں پڑھا ہے اور اس کی تشریح کرنے کی کوشش بھی کی ہے۔ میں بھی اس لحاظ سے کوشش کروں گا کہ اس چیز کو آگے بڑھایا جائے۔ وزیر قانون نے جس طرح بات کی ہے کہ ہم اپوزیشن کی تمام تجاویز سنیں گے اور دیکھیں گے کہ اس میں سے کس چیز سے بہتری آ سکتی ہے تو اسے آگے اسمبلی سے بھی منظور کرایا جا سکے گا۔

جناب سپیکر! پہلے دیکھنے کی بات یہ ہے کہ یہ الیکشن کیوں ہو رہے ہیں اور کس قانون کے تحت ہو رہے ہیں؟ اٹھارہویں ترمیم کے بعد آرٹیکل 140-A جس میں یہ کہا گیا ہے کہ مقامی حکومتیں ہونی چاہئیں جس کو ہم third tier بھی بولتے ہیں یعنی قومی اسمبلی، صوبائی اسمبلی اور لوکل گورنمنٹ ہیں۔ اس آرٹیکل میں تین چیزیں بڑی وضاحت کے ساتھ بیان کی گئی ہیں۔ اس کو میں اپنی سمجھ کے لئے پڑھ دیتا ہوں:

> Each Province shall, by law, establish a local government system and devolve political, administrative and financial responsibility and authority to the elected representatives of the local governments.

جناب سپیکر! میں ایوان کے علم کے لئے کہ پنجاب میں لوکل گورنمنٹ سسٹم کب شروع ہوا اس کی ایک ہلکی سی جھلک سامنے رکھنا چاہتا ہوں۔ سب سے پہلے 1867 کے اندر پنجاب میونسپل ایکٹ جاری ہوا جس کے کل 12 سیکشن تھے، دو سال کے لئے ایک بندے کو نامزد کیا جاتا تھا اور اس کے ذمہ چوکیدارہ اور صفائی کا نظام تھا۔ اس کے بعد 1873 میں پنجاب میونسپل ایکٹ جاری ہوا جس میں کچھ بہتری آئی اس کے اندر بھی ان کی میعاد دو سال تھی لیکن ضلعی سطح کے شہروں کی درجہ اول میونسپل کمیٹیاں بنائی گئیں، چھوٹے شہروں کی درجہ دوم اور اس سے چھوٹے شہروں کو درجہ سوم میں رکھا گیا پھر آگے بڑھتے ہیں۔ 1882 میں Lord Ripon نے ایک resolution منظور کی جس کے تحت 1884 کے اندر پنجاب میونسپل ایکٹ منظور ہوا جس میں ٹوٹل 177 سیکشن تھے ڈسٹرکٹ اور تحصیل بورڈ بنائے گئے۔ اس کے بعد 1891 میں پنجاب میونسپل ایکٹ جاری ہوا جو ایک مفصل ایکٹ تھا اس میں 241 سیکشن تھے جس میں میونسپل کمیٹیاں اور notified ایریا کمیٹیاں وجود میں آئیں اور ان کے

ذریعے elected and nominated members کونسل میں رکھے گئے۔ پھر 1911 میں پنجاب ایکٹ آیا اور 1912 میں ایک پنچایت سسٹم introduce ہوا۔ 1921 کے اندر پنجاب سمال ٹاؤن ایکٹ منظور ہو گیا۔ جیسے جیسے آبادی بڑھتی گئی لوگوں کی مشکلات بڑھتی گئیں تو ساتھ ساتھ سسٹم میں بہتری کے لئے تجاویز بھی آئیں اور اسمبلی سے منظور بھی ہوتی رہیں۔ گورنمنٹ آف انڈیا ایکٹ 1935 کے تحت حکومت نے سسٹم بنا کر دیا پھر 1959 میں بنیادی جمہوریت کا ایکٹ آیا جس میں مسلم فیملی قوانین اور مصالحتی عدالتوں کا قیام عمل میں آیا۔ 1975 کے اندر پاکستان پیپلز پارٹی کی حکومت نے بڑا اچھا آرڈیننس بنایا جو کہ الیکشن کے ذریعے پایہ تکمیل تک نہ پہنچ سکا لیکن ابھی تک وہ لائبریریوں کی زینت ضرور ہے۔ اگر ہم پنجاب اسمبلی سے منظور کردہ سسٹم کو پڑھ لیں تو آپ کو پتا چلے گا کہ جو عوامی نمائندے چنے جانے تھے اُن کے پاس کتنے اختیارات ہونے تھے لیکن بدقسمتی سے الیکشن نہیں ہوا۔ پھر 1979 میں ایکٹ آیا جو 1996 تک جاری رہا اس کے تحت 1979 کے الیکشن ہوئے، 1983, 1987 اور 1991 کے الیکشن بھی ہوئے جس کے تحت یونین کونسل، مرکزی کونسل، ضلع کونسل، ٹاؤن کمیٹی، ٹاؤن میونسپل کمیٹی، میونسپل کارپوریشن اور میٹروپولیٹن کارپوریشن بھی بنی۔ پھر 1996 کے اندر پنجاب لوکل گورنمنٹ کا ایک نیا ایکٹ پاس کر دیا گیا لیکن 1997 میں اس کو ختم کر کے دوبارہ 1979 کے ایکٹ کو revive کر دیا گیا۔ پھر مارشل لاء آیا جس کے بعد 2001 کے اندر ایک نیا نظام اس ملک کے اندر introduce کروایا گیا۔

جناب سپیکر! مجھے ملک شکاگو کے اندر internationally دو میئر کانفرنس attend کرنے کا اتفاق ہوا جہاں پر مسلم دنیا اور بڑے بڑے شہروں کے میئر بھی آئے تھے اور Mayor Richard Daley نے وہ میئر کانفرنس رکھی جس میں انہوں نے اپنے سسٹم کے متعلق بتایا کہ ہم کس سسٹم کے تحت اپنے ملک کے اندر لوکل گورنمنٹ کا سسٹم چلا رہے ہیں۔ یہ مجھے بھی جاننے کا بہت موقع ملا کہ کتنے اختیارات ہیں، کس حد تک وہ لوگ اپنی قوم کے ساتھ sincere ہیں اور کس طرح سے انہوں نے ترقی کے راز کو ان اختیارات میں سے نکال کر اپنے ملک کو ترقی کی راہ پر گامزن کیا ہے؟ دنیا کے پورے نظام میں جہاں پر لوکل گورنمنٹ سسٹم موجود ہے وہاں پر انہوں نے اچھے انداز میں لیتے ہوئے powers کی devolution صحیح طریقے سے نیچے تک پہنچائی ہے۔ مرکز اور صوبوں کی لڑائی ہمیشہ رہتی تھی اور صوبے کہتے تھے کہ ہمیں صحت، ٹورازم یا دوسرے محکمے devolve کریں ہم ان کو خود دیکھیں گے کیونکہ یہ ہماری jurisdiction میں آتے ہیں۔ آئین کی اٹھارہویں ترمیم میں وہ تمام محکمے متعلقہ صوبوں

کو دے دیئے گئے جس کے بعد صوبوں نے مقامی حکومت کو اس کے تیسرے tier میں اختیارات سونپنے تھے لیکن بد قسمتی سے اس پورے Bill کے اندر کسی جگہ پر بھی اس طرح کی بات نہیں کی گئی کہ یہ اختیارات نچلی سطح تک آئیں گے بلکہ حکومت اس معاملے میں خود بھی clear نہیں ہے۔ پہلے دن اسمبلی میں Bill رکھا گیا جسے ہم نے پڑھا پھر دوسرے دن آئے تو change تھا، تیسرے دن آئے تو vetted copy لگی ہوئی تھی اور چوتھے دن آئے تو آج سات صفحات مزید لگا دیئے گئے ہیں۔ جہاں حکومت کا اپنا لوکل گورنمنٹ کے بارے میں ابھی تک concept clear نہیں ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ ہم اس کی proper جو قانون سازی کرنے بیٹھے ہیں اور ممبران اسمبلی جو تجاویز ایوان میں دیں گے یا ابھی تھوڑی دیر بعد جو میٹنگ ہونی ہے اس میں دیں گے تو میری گزارش ہو گی کہ کسی بھی سسٹم کو replace کرنے سے پہلے پچھلے سسٹم کے بارے میں تھوڑا ضرور سوچ لیا جائے۔ پہلے وارڈ سسٹم تھا اور آپ دیکھیں کہ اسی سسٹم کے تحت لوگوں کے چھوٹے چھوٹے مسائل حل ہونے بھی ہیں اور حل نہیں بھی ہونے۔ جب ہم نے 1979 والے سسٹم کو 2001 میں switch کیا تو لوگوں کو تین چار سال اس سسٹم کو سمجھتے ہوئے گزر گئے۔ وارڈ کے تحت حلقہ بندیاں تھیں وہ یونین کونسل میں چلی گئیں، نکاح نامہ ایک یونین کونسل سے دوسری وارڈ میں چلا گیا، دوسری جگہ سے تیسری جگہ میں چلا گیا، برتھ سرٹیفکیٹ اور ڈیتھ سرٹیفکیٹ کہاں سے بنوانا ہے، شناختی کارڈ کے پیپر کو certify کون کرے گا اور کون ٹیکس لے گا اور کون ٹیکس نہیں لے گا کسی کو کوئی پتا نہیں تھا۔ یہ سلسلہ چار سال چلا پھر چار سال کے بعد آٹھ سال پر گیا اور آج تک وہی سسٹم چل رہا ہے یعنی بارہ سال وہ سسٹم اس ملک کے اندر چلا۔ بارہ سال وہ سسٹم چلنے کے بعد ہمیں یاد آیا کہ وہ سسٹم ہی ٹھیک نہیں تھا لہذا ہم اس سسٹم کو wind up کر کے dustbin میں پھینکتے ہیں اور ایک نیا سسٹم لے کر آتے ہیں۔ اس بنیاد پر ہمیں قطعاً فیصلہ نہیں کرنا چاہئے کہ یہ سسٹم کسی ڈکٹیٹر نے بنایا تھا۔ اگر کسی ڈکٹیٹر نے اچھا سسٹم بنایا تھا تو اس کو adopt کر لیا جائے کیونکہ اچھی اور بُری باتیں بھی ہوتی ہیں۔ اگر ہم پرانے سسٹم کو اس وجہ سے ختم کر رہے ہیں کہ اس کے اندر اختیارات لوکل گورنمنٹ کو زیادہ دیئے گئے ہیں تو میں سمجھتا ہوں کہ سراسر ناانصافی ہو گی۔

جناب سپیکر! اب میں ان تمام چیزوں پر روشنی ڈالتے ہوئے خصوصاً لاہور کے بارے میں بات کروں گا کہ یہاں پر وارڈ سسٹم کے تحت پورے لاہور کے اندر دو سو کونسلر ہوں گے یعنی ڈیڑھ سو یونین کونسلوں کو ختم کر کے وارڈ سسٹم کے تحت دو سو کونسلر لے کر آئیں گے۔ میئر کے پاس کیا اختیار ہو گا جس کی میں ابھی آپ کو وضاحت کرنا چاہوں گا۔ لاہور میں ایک لاہور ڈویلپمنٹ اتھارٹی ادارہ ہے

جس کے سربراہ معزز وزیراعلیٰ صاحب ہیں، TEEPA بھی اسی ادارے سے concern ہے جس کے سربراہ بھی وزیراعلیٰ صاحب ہیں۔ اسی طرح اس Bill میں خاص طور پر PHA کے حوالے سے جہاں پر گراؤنڈوں کا ذکر آیا ہے جلدی جلدی PHA کو باہر نکال دیا گیا ہے۔ کبھی بھی خوش دلی کے ساتھ کوئی محکمہ نیچے devolve کرنے کو تیار نہیں۔ اب میں آپ کے توسط سے محکموں کی تعداد وزراء تک پہنچاؤں گا جو ضرور سن لیں کہ کتنے محکمے اتھارٹیوں کے پاس ہیں اور ڈسٹرکٹ میئر نے کیا کرنا ہے کیونکہ ایل ڈی اے، ٹیپا اور پی ایچ اے پنجاب گورنمنٹ کے پاس ہیں؟ ہم اختیارات کی نچلی سطح تک منتقلی کی بات کرتے ہیں لیکن یہاں پر اختیارات واپس لئے گئے ہیں۔ سالڈ ویسٹ مینجمنٹ کمپنی بنا دی گئی جس کے اختیارات نہ صرف واپس لے لئے گئے بلکہ اس کے اختیارات اٹھا کر باہر کے ایک ملک کو دے دیئے گئے کہ ہم اس قابل ہی نہیں کہ اپنے ملک کی صفائی بھی کر سکیں۔ وہ کمپنی بھی بنا دی گئی جس پر اربوں روپے لگا دیئے گئے۔ کیا اس بل کے اندر ڈسٹرکٹ ناظم جو بنیادی چیز ہے اور جس کے متعلق میں نے 1863 کے ایکٹ کے حوالے سے بات کی ہے کہ اس کے اندر سب سے پہلے جو چیز بنائی گئی تھی وہ صفائی کا نظام اور چوکیدارہ سسٹم تھا جو کہ nominated members کو دیا گیا تھا جبکہ یہاں پر اس سسٹم کو اٹھا کر ملک سے باہر دے دیا گیا؟ Dissolve کرنے کی بجائے اختیارات نیچے سے واپس لے کر وہ کمپنی بنا دی گئی۔

جناب سپیکر! آگے آ جائیں تو سلاٹر ہاؤس وغیرہ پہلے میئر اور ناظم کی jurisdiction میں ہوا کرتے تھے لیکن یہاں پر لاہور میٹ کمپنی بنا دی گئی اور سلاٹر ہاؤس بھی اٹھا کر انہیں دے دیا گیا۔ اسے کون چلائے گا، کوئی کمپنی چلائے گی اور اس کے سربراہ کون ہوں گے، وہ پنجاب کے لوگ ہوں گے اور ناظم نے کیا کرنا ہے اور میئر نے ادھر کیا کرنا ہے؟ کچھ نہیں کرے گا۔ آگے آ جائیں تو لاہور پارکنگ کمیٹی ہے اور یہ بھی اٹھا کر انہیں دے دی گئی ہے۔ پارکنگ کمیٹی تو جائے گی چیئرمین کے پاس جو کہ چیف منسٹر صاحب ہیں اور وہی اس کے معاملات دیکھیں گے۔ ٹھیک ہو گیا وہ بھی جناب لے لیں۔

جناب سپیکر! 1122 تو ناظم چلا ہی نہیں سکتا اور میئر اس قابل ہی نہیں اس لئے آپ واپس لیں اور پھر وہ بھی انہیں دے دی گئی۔ اس کے چیئرمین بھی چیف منسٹر صاحب۔ آگے ایک ٹرانسپورٹ کمپنی بنا دی گئی اور اسے کون چلائے گا؟ اسے بھی چیف منسٹر صاحب چلائیں گے۔ کون اس کے ممبران منتخب کرے گا؟ اس کے ممبران بھی چیف منسٹر صاحب رکھیں گے اور حکومت اسے چلائے گی۔ ٹھیک ہے جناب! ناظم اس قابل نہیں ہیں اس لئے ان سے اختیارات واپس لے لئے جائیں۔ ہر جگہ پر "روندی" مار کر سارے ڈیپارٹمنٹ واپس لئے گئے ہیں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! پنجاب فوڈ اتھارٹی بنادی گئی۔ شروع سے ضلع لاہور میں فوڈ کا سسٹم جو ہے اس میں ناظم اور میئر کے نیچے رہ کر کمیٹیاں کام کرتی ہیں۔اب لاہور شہر میں ایک عجیب سا "گھڑمس" مچا ہوا ہے اور وہ "گھڑمس" کیا ہے کہ پنجاب فوڈ اتھارٹی دکانوں کے چالان کر رہی ہے اور لاہور ڈسٹرکٹ کے ڈی سی او صاحب بادشاہ ہیں جنہوں نے اپنے ڈسٹرکٹ کے فوڈ انسپکٹروں کو بھی اسی کام پر لگا دیا ہے۔ پہلے ایک آدمی کو ایک جگہ سے ڈنک لگتا تھا اور اب اسے دو جگہ سے ڈنک لگ رہا ہے۔

جناب سپیکر! "وال سٹی" بھی دے دی گئی کیونکہ "وال سٹی" کو internationally ہم نے review کرنا ہے اور اسے خوبصورت بنانا ہے لہذا لاہور شہر سے نکال کر "وال سٹی" بھی ایک علیحدہ اتھارٹی بنادی گئی ہے اور لاہور کا میئر اس قابل نہیں ہے کہ اسے یہ اتھارٹی دی جائے اس لئے اس سے یہ اتھارٹی بھی واپس لے لی گئی۔اب اس بل کے اندر ایک اور بڑی خوبصورت بات کی گئی ہے کہ ایجوکیشن اتھارٹی بنادی گئی ہے۔اس کے ساتھ ساتھ ایک ہیلتھ اتھارٹی بھی بنادی گئی ہے۔ایجوکیشن اتھارٹی کو کون Head کرے گا اور کون اسے چلائے گا؟ اس کا جو C.O ہے وہ پنجاب حکومت دے گی اور ڈسٹرکٹ کونسل، ہیلتھ اور ایجوکیشن کی formation اور composition کی تمام کی تمام اتھارٹی پنجاب حکومت کے پاس چلی گئی۔ مجھے یہ بتایا جائے کہ ایل ڈی اے، ٹیپا، پی ایچ اے، SWM لاہور میٹ کمپنی، لاہور پارکنگ کمپنی، 1122، ٹرانسپورٹ کمپنی، پنجاب فوڈ اتھارٹی، وال سٹی اتھارٹی، ایجوکیشن اتھارٹی اور ہیلتھ اتھارٹی سب کی سب پنجاب حکومت کے پاس ہیں اور پھر ہم "ناظم واسطے اک جھنجھنا لے لینے آں تے اونہوں آکھاں گے کہ اوہ وجایا کرو"۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! گزارش ہے کہ جب تمام اختیارات آپ نے اس سے واپس لے لئے ہیں تو وہ صرف ایک پروٹوکول آفیسر رہ جاتا ہے اور اس کے پاس کوئی چیز نہیں رہ جاتی جو اس نے کرنی ہے۔ باقی چیزیں جو یہ ہیں کہ پنجاب لوکل گورنمنٹ کمیشن ہے جو میئر کے اختیارات کسی بھی وقت کسی دوسرے بندے کو دے سکتا ہے۔اگر آپ B-54 پر دیکھیں جس کے سیکشن 119 میں واضح طور پر بتایا گیا ہے کہ جب دل چاہے میئر کے اختیارات ڈپٹی میئر کو سونپ دیئے جائیں اور اسے فارغ کر دیا جائے۔ وہ اسی طرح ہی ہے کہ ہمیں آئی جی پسند نہیں ہیں تو ایڈیشنل آئی جی کو کہا جائے کہ آپ سارے کام کریں گے اور آئی جی کو side پر بٹھا دیا گیا۔اس لوکل گورنمنٹ بل کا مطلب اختیارات کی نچلی سطح پر منتقلی کا ہے نہ کہ اختیارات واپس لینے کا۔ ہمارا دل کیوں نہیں کرتا کہ ہم اختیارات لوگوں کے منتخب نمائندوں کو دیں، ان

کے ذریعے حکومت چلائیں، ہم کیوں یہ سمجھ بیٹھے ہیں کہ تمام اختیارات کا منبع ایک شخص ہو گا، ہم کیوں یہ سمجھ بیٹھے ہیں؟

جناب سپیکر! دنیا میں کسی بھی ملک نے اس وقت تک ترقی نہیں کی جب تک اختیارات کی منتقلی نچلی سطح تک نہیں ہوئی۔ اگر وہاں پر مقامی حکومتوں کا نظام ہے تو اس ملک نے ترقی کی ہے کیونکہ وہ سمجھتے ہیں کہ جب تک اختیارات نیچے نہیں جائیں گے معاملات ٹھیک نہیں ہوں گے۔ آپ نے ایک وارڈ کے اندر پانچ کونسلر کر دیئے جبکہ چیئرمین اور وائس چیئرمین کا indirect election کر دیا۔ اس کے علاوہ اقلیتوں کا ایک ایک ممبر رکھ دیا حالانکہ پہلے لاہور کے اندر 150 یونین کونسلیں تھیں جہاں پر 150 اقلیتی ممبران بیٹھا کرتے تھے۔ اب وہ کم کر دیئے گئے ہیں۔ جب آپ اسے وارڈ سسٹم پر لے کر آئے ہیں تو ضلعی سطح پر ان کے صرف 10 ممبر رکھے گئے ہیں۔ ایسا کر کے ایک تو آپ نے ان کے ساتھ ناانصافی کر دی اور دوسری بات یہ کہ پہلے یونین کونسل میں 21 ممبر تھے، پھر ناظم اور نائب ناظم سمیت 13 کر دیئے گئے جن میں جنرل کونسلر، لیڈی کونسلر، لیبر کونسلر اور اقلیتی کونسلر وغیرہ تھے اور اب آپ نے مزید کم کر کے پانچ ممبر کر دیئے ہیں جبکہ چیئرمین اور وائس چیئرمین کا الیکشن کر دیا گیا۔ یہاں پر جو no confidence کی بات ہوتی ہے تو جب یونین کونسل کے چیئرمین کے خلاف عدم اعتماد کی تحریک آئے گی جو دونوں میں سے ایک بندے کے خلاف آئی تو وہ ایک چلا گیا لیکن دوسرے کے الیکشن کے طریق کار کی بھی یہاں پر وضاحت نہیں کی گئی۔

جناب سپیکر! یہاں پر میں جو بات کرنا چاہ رہا ہوں وہ یہ ہے کہ میں نے جتنی بھی کارپوریشنیں آپ کو بتائی ہیں تو میونسپل کمیٹی کے متعلق اس کے سیکشن III کے مطابق

> Municipal Committee may assign or out source any Office function on such terms and conditions as may be prescribed.

یہاں پر بار بار prescribed, prescribed کا لفظ تمام جگہوں پر استعمال ہو رہا ہے جس کی میں وضاحت بھی یہاں پر کر دیتا ہوں کہ "prescribed" means prescribed by the rules. ان rules کی تفصیل کے بارے میں ہمیں کوئی پتا نہیں ہے۔ یہ بل پاس ہو جائے گا تو سول بیوروکریسی بیٹھے گی اور اس پر by laws بنائے گی پھر ہر چیز اپنے نیچے کر لے گی۔ اب اس prescribed کی کسی بھی ایک چیز کو پکڑیں گے، ہر چیز کے اندر یہ لکھا ہوا ہے کہ prescribed جب حکومت نے یا سیکرٹری صاحب نے اس کے rules بنانے ہیں تو زیادہ سے زیادہ چیزیں ان کے پاس شفٹ

ہو جاتی ہیں۔ جب تک وہ rules ہمارے سامنے نہیں آئیں گے ہمیں نہیں پتا کہ کس rule کے تحت کیا چیز ہونی ہے۔ اب یہاں پر بات ہو گی کہ پہلے بل پاس ہو گا، ٹھیک ہے بل پاس ہونا چاہئے اور rules بعد میں بنتے ہیں، ٹھیک ہے rules بعد میں بنتے ہیں۔ ہمیں بتایا تو جائے کہ rules کون سے بنیں گے، کن rules کے تحت آپ اس محکمے، اس یونین کونسل، اس سسٹم، اس اتھارٹی اور اس کمپنی کو چلائیں گے؟ یہ بل سراسر آئین کے آرٹیکل (140(A کی نفی ہے۔ واضح طور پر اس کے اندر یہ لکھا ہوا ہے کہ آپ نے تین چیزیں دینی ہی دینی ہیں۔ Politically بھی دینی ہے، Financially بھی دینی ہے اور Administrative Authority بھی دینی ہے۔ جیسا کہ میں نے ضلع لاہور کی بات کی اسی طرح سیالکوٹ، فیصل آباد اور ملتان میں بھی یہی حال ہو گا۔ ہم ہر چیز اٹھا کر نکال کر دیتے جا رہے ہیں اور بعد میں میئر سٹریٹ لائٹ لگائے گا، اسے صاف کرے گا اور وہ اسی طرح کے کام کرے گا اس کے علاوہ اس کے پاس کوئی کام نہیں رہے گا اس لئے میری گزارش ہے کہ آئین کی رو کے مطابق اس بل کو بنایا جائے اور میں آپ کے توسط سے تمام ممبران اسمبلی سے گزارش کروں گا کہ جب تک ہم مقامی حکومتوں کا صحیح سسٹم اس اسمبلی کے ذریعے پاس نہیں کریں گے لوگوں کے مسائل حل نہیں ہوں گے۔ جب لوگوں کے چھوٹے چھوٹے مسائل as a legislator آپ کے پاس آتے ہیں تو شاید آپ کو بھی تکلیف ہوتی ہو۔ جن کے کام ہیں ان ہی کو دیئے جائیں، مسائل بھی ان ہی کے ذریعے سے حل کروائے جائیں اور یہی اس (140(A کی صحیح تشریح ہے جس کے تحت ہمیں یہ law بنانا چاہئے۔ آپ کا بہت شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: شکریہ۔ محترمہ شبینہ ذکریا بٹ!

محترمہ شبینہ ذکریا بٹ: جناب سپیکر! آپ کا شکریہ کہ آپ نے مجھے بات کرنے کا موقع دیا۔ میں سب سے پہلے تو اس بل کو پیش کرنے پر پنجاب گورنمنٹ کو مبارکباد پیش کرتی ہوں۔ (نعرہ ہائے تحسین) مجھے امید ہے کہ اس بل پر جس طرح عام بحث ہو رہی ہے اس پر جو تجاویز پیش کی جائیں گی ان تجاویز پر غور کیا جائے گا اور ان کی تصحیح بھی کی جائے گی۔ میں بھی ایک تجویز دینا چاہتی ہوں جیسا کہ میرے بھائی نے کہا تھا کہ میئر، ڈپٹی میئر، چیئرمین اور وائس چیئرمین کا indirect connection نہیں ہونا چاہئے۔ آپ نے دیکھا ہے کہ ہم کونسلر حضرات کو چھپاتے پھرتے ہیں، ہارس ٹریڈنگ ہوتی ہے اور اس طرح بہت ساری کرپشن جنم لیتی ہے۔ اس کے لئے ضروری ہے کہ جیسے قومی اور صوبائی اسمبلی کے الیکشن ہوتے ہیں اس میں دو علیحدہ علیحدہ ballot papers دیئے جاتے ہیں اس میں بھی ایسا ہی ہونا چاہئے۔

کونسلر کے ساتھ چیئرمین، وائس چیئرمین، میئر اور ڈپٹی میئر کا الیکشن ہو اس کے لئے بھی ایک علیحدہ ballot paper ہونا چاہئے تاکہ عوام ان کو direct elect کر سکیں۔(نعرہ ہائے تحسین) اس سے ہارس ٹریڈنگ میں بہت زیادہ فرق پڑے گا اور انشاء اللہ آپ دیکھیں گے کہ آپ کی جو بھی تجاویز آ رہی ہیں رانا ثناء اللہ خان صاحب بیٹھے ہوئے ہیں وہ ان پر غور فرما رہے ہیں۔ اس میں انشاء اللہ تعالیٰ کوئی بہتر ہی صورتحال سامنے آئے گی۔ اس بل کو پیش کیا گیا ہے، اس پر بحث ہو رہی ہے اور جب یہ پاس ہو جائے گا تو انشاء اللہ تعالیٰ آپ دیکھیں گے کہ ایک بہت اچھا بل پاس ہوا ہے۔ grass roots level تک اختیارات بھی دیئے جائیں گے۔ جب ہم سب مل کر کوشش کریں گے تو انشاء اللہ تعالیٰ بہتر صورتحال سامنے آئے گی۔ بہت شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: بہت شکریہ۔ محترمہ سعدیہ سہیل!

محترمہ سعدیہ سہیل رانا: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! آج میری طبیعت ناساز ہے لیکن میں پھر بھی بات کروں گی۔ سب سے پہلے تو میں تھوڑی تمہید باندھنا چاہتی ہوں۔ فرض کریں کہ ایک گھر میں کوئی مرگ ہو جائے، وہاں کچھ زخمی ہوں اور اس گھر میں ڈکیتی بھی ہوئی ہو، اس گھر میں بجلی بھی نہ ہو، گیس بھی نہ ہو اور اس گھر میں جا کر ہم بجائے ان سے ہمدردی کرنے یا دو اچھے بول بولنے کے، اگر ان کو لطیفے سنانا شروع کر دیں تو پھر کیا situation ہوگی؟ یہی situation اس وقت گورنمنٹ اس بل کی صورت میں عوام کے ساتھ کر رہی ہے۔ ڈاکٹر مراد راس، میاں محمد اسلم اقبال اور اپوزیشن لیڈر نے اتنی detail سے بات کی ہے کہ ان کے بعد اب کہنے کو کچھ نہیں ہے لیکن میں کچھ چیزیں mention کرنا چاہوں گی۔ ایک تو یہ بل مکمل طور پر آرٹیکل 140(A) کی صریحاً خلاف ورزی ہے۔ ہم بات کر رہے ہیں وہی تین powers کی جو ہم نے نچلی سطح پر لانی ہیں۔ ہمیں لوکل گورنمنٹ کی ضرورت کیوں پڑتی ہے؟ اس لئے کہ ہر انسان کی رسائی اوپر تک نہیں ہے۔ ہمارا سسٹم ایسا ہے کہ درمیان میں کئی رکاوٹیں اور چکر ہیں۔ ایک عام آدمی کے لئے انصاف کا ملنا اور اس کے مسائل حل ہونا ممکن ہی نہیں ہے جب تک کہ لوکل گورنمنٹ کا سسٹم موجود نہ ہو۔ ہم نے لوکل گورنمنٹ کی جو شکل اس بل میں دیکھی ہے اس میں تو آپ نے ایک عام آدمی کو مزید مشکل میں ڈال دیا ہے۔ مجھے خوشی ہوئی ہے کہ یہاں دو ممبران نے اچھی تجاویز دی ہیں یہ کسی بھی ورکر کے لئے خواہ وہ کسی بھی پارٹی سے ہو لمحہ فکریہ ہے کیونکہ اگر یہ powers نچلی سطح تک نہیں جاتیں تو ایک محلہ میں، ایک یونین کونسل میں لوگوں کے پاس اتنی طاقت کہاں ہے کہ وہ عدالتوں اور ڈی سی اوز تک جا سکیں۔ آپ کے ڈی سی او کو تو میں چار دن سے فون کر رہی ہوں، وہ فون

نہیں اٹھا رہا ہے۔ اگر وہ پنجاب اسمبلی کے ممبر کو اہمیت نہیں دے رہا ہے تو ایک عام آدمی کی approach کہاں سے ٹی ایم او تک ہو گی؟ یہ سسٹم اس لئے بنائے جاتے ہیں کہ آپ ایک عام آدمی کو سہولتیں دیں لیکن بڑے افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ یہ جو بل پاس ہونے کے لئے آیا ہے اس میں ایسا کوئی سلسلہ نظر نہیں آتا۔ اس میں سب سے بڑی خامی خواتین کے حوالے سے ہے کیونکہ میں خود خاتون ہوں۔ ہم یہاں بات کرتے ہیں خواتین کی empowerment کی۔ یہاں پر بڑی اچھی تقریریں ہوتی ہیں ہمارے وزیر اعلیٰ صاحب جب پہلے دن آئے تو انہوں نے بہت اچھی تقریر کی اور وہ بڑی حوصلہ افزا تھی۔ انہوں نے خواتین کو empowerment دی۔ یہاں میری جو بہنیں بیٹھی ہیں ہم سب نمائندگی کر رہے ہیں لیکن اس بل میں اس نمائندگی کو 30 فیصد سے کم کر کے 13 فیصد کر دیا ہے جو بہت بڑا المیہ ہے۔ میں تو سمجھتی تھی کہ شاید اس بار خواتین کی نمائندگی بڑھے گی کیونکہ خواتین جتنا اچھے طریقے سے خواتین کے مسائل کو سمجھ سکتی ہیں کوئی دوسرا نہیں سمجھ سکتا۔ خواتین کسی طرح بھی مردوں کے مقابلے میں کم نہیں ہیں۔ وہ آپ کے پاس یہاں بیٹھی law making کر رہی ہیں اور سب کچھ کر رہی ہیں لیکن آپ نے ان کو مزید empowerment دینے کے بجائے ان سے ان کی powers بھی لے لی ہیں۔

جناب سپیکر! اس بل میں urban اور rural ایریا کے divisions ہیں یہ بھی بہت غلط فیصلہ ہے۔ پہلے ہی آپ کے rural areas بہت زیادہ پیچھے رہ گئے ہیں کیونکہ ساری urban facilities avail کر لیتے ہیں۔ ہم اس میں مزید divisions پیدا کر کے مزید حالات خراب کر رہے ہیں۔ اس میں جو اقلیتی نشستوں کی بات کی گئی ہے تو ہمارے ملک میں اقلیتی جماعتیں چاہے وہ کرسچئن ہو، ہندو ہو، سکھ ہو، عیسائی ہو ان کے ساتھ پہلے ہی ہر سطح پر بہت زیادتیاں ہو رہی ہیں۔ خواہ تعلیم کا محکمہ ہو، کوئی محکمہ ہو خواہ یہ اسمبلی ہو ان میں خواتین کی نمائندگی کی شرح بہت کم ہے۔ یونین کونسل میں خواتین کی نمائندگی کم کر کے بہت نیچے لے آئے ہیں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! بات وہی میاں محمد اسلم اقبال اور ڈاکٹر مراد راس والی ہے کہ ہم نے اس عوام کے ساتھ ایک بھیانک مذاق کیا ہے۔ اگر ساری powers واپس پنجاب حکومت کے پاس ہی آنی ہیں تو پھر اس سارے ٹوپی ڈرامے کا کوئی فائدہ نہیں۔ شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: بہت شکریہ۔ آگے ملک مظہر عباس راں صاحب ہیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں ایک بات کرنا چاہتا ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر: ملک صاحب! پہلے لاء منسٹر بات کرنا چاہتے ہیں۔ جی، لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں معزز ممبران جو بحث میں حصہ لے رہے ہیں اور اپنا بہت valuable تجزیہ اور تجاویز بھی پیش کر رہے ہیں۔ میں ڈاکٹر مراد راس صاحب کی speech نہیں سن سکا لیکن سردار وقاص حسن موکل صاحب اور میاں محمد اسلم اقبال صاحب کی بات سنی ہے۔ انہوں نے بہت valuable تجاویز بھی دی ہیں، realize بھی کیا ہے بلکہ میاں محمد اسلم اقبال صاحب نے لوکل باڈی ایکٹ کی ایک پوری تاریخ بیان کی ہے میں سمجھتا ہوں کہ انہوں نے بڑی محنت کی ہے اور انہوں نے یہ سارا کچھ کہیں نہ کہیں سے اکٹھا کیا ہوگا۔ میری معزز ممبران سے گزارشات ہیں کہ اس میں دو تین چیزیں ایسی ہیں کہ جن پر ان کی input بہت ضروری ہے۔ اس میں پہلے نمبر پر بات یہ ہے کہ کیا یہ الیکشن party basis پر ہونے چاہئیں یا non-party basis پر ہونے چاہئیں یا lowest tier کو non-party basis پر اور upward party basis پر ہونا چاہئے، تینوں کی اپنی اپنی مشکلات بھی ہیں اور فائدے بھی ہیں تو ان ساری چیزوں کو یہاں پر discuss ہونا چاہئے تاکہ ایک صحیح نتیجے پر پہنچا جا سکے۔

جناب سپیکر! دوسری اس کی composition ہے اور composition بہت اہم ہے لیکن ابھی تک جو تین چار speeches ہوئی ہیں ان میں ان دونوں پر یعنی party basis اور non-party basis پر کوئی کھل کر بات نہیں ہوئی ہے۔ اسی طرح سے composition پر کوئی بات نہیں کی گئی لہذا رورل اور اربن divide پر بات ہونی چاہئے۔ میں نے جیسے کہا ہے کہ اگر یہ ایوان کا consensus بنے تو ہر چیز کو اس کے مطابق amend کیا جا سکتا ہے۔ رورل اور اربن divide پر بات ہونی چاہئے، composition پر بات ہونی چاہئے، رورل ایریا میں یونین کونسل کو base رکھا گیا ہے۔ ہم نے یونین کونسل میں اس مرتبہ elected member کی تعداد کم کر کے پانچ کر دی ہے اور اس کے ساتھ یونین کونسل کے چیئرمین اور وائس چیئرمین بھی elect ہوں گے۔ یہ سات آدمی مل کر women, worker کسان اور minorities کو elect کریں گے۔ اس طرح دس ممبران کی ایک یونین کونسل ہوگی کیا یہ تعداد کافی ہے یا اس تعداد کو بڑھایا جانا چاہئے کیونکہ 2001 کے آرڈیننس میں اس تعداد کو بہت زیادہ کر دیا گیا تھا اور اس کے بعد پھر اس کو کم کیا گیا لیکن پھر بھی سمجھا جا رہا تھا کہ یہ تعداد زیادہ ہے۔ شہروں میں سنگل وارڈ حلقہ ہے وہاں پر یونین کونسل نہیں ہے کیا یہ درست ہے یا Rural practice کو شہروں میں practice کیا جانا چاہئے؟ اس پر بات ہونی چاہئے۔

جناب سپیکر! جہاں تک خواتین کی نمائندگی کا تعلق ہے، کیونکہ میری بہن نے یہ کہا ہے کہ اس کو30 فیصد یا33 فیصد سے کم کر دیا گیا ہے۔30 فیصد اور33 فیصد کہیں بھی نہیں حتیٰ کہ پنجاب اسمبلی میں خواتین کی نمائندگی 33 فیصد نہیں ہے۔ صوبہ پنجاب کی جنرل سیٹ کی تعداد 297 ہے جبکہ خواتین کی مخصوص نشستوں کی تعداد66 ہے۔ آپ یہ دیکھ لیں کہ یہ 33 فیصد ہے یا اس سے کم ہے لیکن ہم نے اس تعداد کو آبادی کے لحاظ سے ایک نمبر دیا ہے لیکن وہ نمبر جس طرح سے میں نے پہلے عرض کیا تھا کہ وہ کوئی فائنل نہیں ہے اس کو کم اور زیادہ کیا جاسکتا ہے اور آبادی کے لحاظ سے جو ratio بنے اس پر ضرور بات ہونی چاہئے تاکہ کمیٹی میں اس کو finalize کرتے وقت اس چیز میں آسانی رہے۔ اسی طرح سے functions کے chapter میں functions دیئے گئے ہیں جس میں یونین کونسل، میونسپل کمیٹی، میٹروپولیٹن کارپوریشن کے functions دیئے گئے ہیں ان پر کم از کم تجاویز آنی چاہئیں۔ میاں محمد اسلم اقبال صاحب نے بات کی ہے لیکن انہوں نے یہ نہیں کہا کہ کون سا devolve function ہوگا کیونکہ اس میں ایک general clause رکھی گئی ہے کہ صوبائی حکومت کسی بھی وقت جو بھی function devolve کرنا چاہے وہ کر سکتی ہے تو کیا اس میں اور بہتری لائی جائے یا کون کون سے functions کو devolve ہونا چاہئے؟ یہ وہ areas ہیں کہ جن پر ہر معزز ممبر کو اپنا نقطہ نظر لازمی طور پر رجسٹرڈ کروانا چاہئے۔ شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: جی، بالکل کریں گے۔

ملک مظہر عباس راں: جناب سپیکر!۔۔۔

ڈاکٹر مراد راس: جناب سپیکر! مجھے صرف ایک منٹ چاہئے۔

جناب قائم مقام سپیکر: ملک صاحب! ایک منٹ تشریف رکھیں۔ جی، ڈاکٹر صاحب! آپ بات کر لیں kindly جلدی سے ذرا مختصر کرتے ہوئے۔

ڈاکٹر مراد راس: جناب سپیکر! بالکل جلدی کروں گا۔ منسٹر صاحب نے جو رورل اور اربن divide کی بات کی ہے جب میری speech ہو رہی تھی تو اس میں، میں نے بتایا ہے کہ یہ divide نہیں ہونی چاہئے کیونکہ یہ divide دونوں علاقوں کے نقصان میں ہے، زیادہ انکم، زیادہ ٹیکسز، زیادہ چیزیں اور fund raising اربن علاقوں میں ہوتی ہے اور رورل علاقوں میں نہیں ہوتی۔ اگر دونوں علاقے ایک ہی سسٹم کے نیچے ہوں گے تو وہ فنڈز equally ان کے اندر distribute کئے جائیں گے اس لئے divide

کو 2001 کے آرڈیننس میں ختم کیا گیا تھا اور اس divide کو ختم ہی رہنا چاہئے اور دونوں اربن اور رورل ایریا کے لئے ایک ہی سسٹم ہونا چاہئے۔ اس میں، میں یہ بتا دوں کہ اگر یہ divide ڈال دیا گیا تو ہم backward جائیں گے، regression کی طرف جائیں گے اور progression کی طرف نہیں جائیں گے کیونکہ پھر ہمیں دو سسٹم simultaneously چلانے چاہئیں۔ اگر ہمیں اس Bill کو کامیاب بنانا ہے تو ہمیں ایک سسٹم لانا پڑے گا اور دونوں اربن اور رورل ایریا چلانے کے لئے ایک سسٹم لانا پڑے گا۔

جناب سپیکر! دوسرا point، میں صرف جلدی سے یونین کونسل کا بتا دوں جو کہ منسٹر صاحب نے اٹھایا ہے۔ وارڈ میں صرف ایک بندہ وہاں سے نمائندہ elect ہو کر آ رہا ہے میں منسٹر صاحب کو اس میں یہی بتانا چاہ رہا تھا۔ جب میں نے اپنی speech میں بھی کہا تھا کہ ایک بندہ ایک وارڈ کو چلانے کے لئے کافی نہیں ہے اس کو ایک پوری ٹیم چاہئے اور ایک elected team اس کے ساتھ ہونی چاہئے جس طرح پہلے یونین کونسل کے اندر ہوتی تھی۔ یہ صرف اپوزیشن کے لئے نہیں بلکہ یہ ٹریژری بنچز کی پارٹی کے لئے ایک بہت مسئلہ بن جائے گا۔ آپ کے پاس اتنے لوگ اس وقت یونین کونسل میں کام کر رہے ہیں تو جب صرف ایک بندے کو الیکشن ملے گا تو باقیوں کا کیا بنے گا؟ اس وقت آپ کی یونین کونسلوں میں پوری کی پوری ٹیمیں کام کر رہی ہیں، جب وارڈ آ گیا تو صرف ایک بندے کو الیکشن لڑنے کا موقع ملے گا باقی سب کو گھر جانا پڑے گا اس کے ساتھ unelected position کے اندر بیٹھنا پڑے گا اور ان کے لئے کوئی پوزیشن نہیں بنائی گئی ہے اس لئے اگر یونین کونسل ہی رکھی جائے تو اس کی وجہ سے بہت زیادہ لوگوں میں devolution of power آ جائے گی، لوگ responsible ہو جائیں گے اور ایک بہت بڑی ٹیم لوکل ایریا میں اس کے اندر مل کر کام کر سکتی ہے بجائے اس کے کہ ایک بندے کو responsible بنایا جائے۔ بہت شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: جی، ملک صاحب! آپ بات کریں۔

ملک مظہر عباس راں: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! بہت مہربانی آپ نے مجھے ٹائم دیا۔ میرے خیال میں یہ پہلی دفعہ اس ایوان میں ہو رہا ہے کہ بار بار حکومتی بنچوں سے دعوت دی جا رہی ہے اور یہ یقین دہانی کرائی جا رہی ہے کہ آپ اپنی تجاویز دیں، مثبت تجاویز دیں اور ہم اس کو ہر طریقے سے accommodate کرنے کو تیار ہیں۔ ابھی شہری اور دیہی سلسلے پر بات ہو رہی تھی کہ ان کو تقسیم ہونا چاہئے یا نہیں ہونا چاہئے۔ میں آپ کے توسط سے ایک بہت ہی اہم بات اس میں جو رہ گئی ہے اس کی طرف توجہ دلانا چاہتا ہوں کہ ایک بلدیاتی نظام میں ٹاؤن کمیٹی کا ایک کردار تھا بڑے بڑے قصبے جن میں

sanitation کے مسائل ہیں،lighting کے مسائل ہیں، گلیوں اور نالیوں کے مسائل ہیں ان کو ٹاؤن کمیٹی حل کرتی تھی اور ٹاؤن کمیٹی کے چیئر مین ہوتے تھے۔ پھر ایسے ہوا کہ پچھلے 2001 کے قانون کے مطابق تمام ٹاؤن کمیٹیوں کو یونین کونسل قرار دے دیا گیا اور تمام یونین کونسلوں کو بھی برابر فنڈز دیئے گئے۔ ایک دیہاتی یونین کونسل جس کے lighting کے مسائل نہیں ہیں جس کے گلیوں کے اتنے بڑے مسائل نہیں ہیں جس کا سیوریج کا خاص طور پر اتنا بڑا مسئلہ نہیں ہے اس کو اور اس شہری یونین کونسل کو جو ٹاؤن کمیٹی کی صورت میں پہلے موجود تھی اس کو ختم کر کے برابر فنڈز ملنے شروع ہو گئے جو کہ شہری یونین کونسل کی ضروریات کے مطابق نہیں تھے اور اب اس آرڈیننس میں بھی اس ٹاؤن کمیٹی کا کوئی ذکر نہیں ہے۔ ٹاؤن کمیٹی جو بڑے بڑے قصبوں پر مشتمل ہوتی ہے ان کے عام دیہاتی یونین کونسلوں کے مقابلے میں بڑے مسائل ہیں۔ یہ ٹاؤن کمیٹی کے سسٹم کو دوبارہ اس میں شامل کیا جائے تاکہ بڑے قصبات کے مسائل صحیح طریقے سے address کئے جا سکیں اور اس کے لئے آبادی mention کر دی جائے کہ پانچ ہزار کی آبادی پر ایک ٹاؤن ہو گا اور اس کو مالی اور انتظامی اختیارات ہوں گے۔ ایک چیز جو میں اس میں include کروانا چاہتا ہوں کہ جو ہیلتھ اتھارٹی اور ایجوکیشن اتھارٹی بنائی گئی ہیں اس کے ساتھ ایک اور چیز بھی شامل کی جائے کہ اس میں پرائس کنٹرول کا اختیار بھی لوکل گورنمنٹ کو دے دیا جائے۔ Local price control جس پر کوئی کنٹرول نہیں ہے۔ دُکاندار، ریٹیلر ہر کوئی اپنی مرضی سے چیزوں کا ریٹ بنا رہا ہے۔ ایک دُکان پر کوئی ریٹ ہے دوسری پر کوئی اور ریٹ ہے لہٰذا اس کے لئے پرائس کنٹرول لوکل گورنمنٹ کو دے دیا جائے اور خاص طور پر ملاوٹ روکنے کے اختیارات بھی لوکل گورنمنٹ کو دیئے جائیں کیونکہ وہاں پر جو لوکل نمائندگان ہوں گے وہ اس قابل ہوں گے کہ وہ اس کو اچھے طریقے سے دیکھ سکیں۔ ایک چیز اور جو اس میں mention نہیں کی گئی، 2001 میں یہ یونین کونسلیں بنی تھیں اور آج اتنے سالوں بعد آبادی بڑھ گئی ہے تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ یونین کونسلیں 15ہزار سے 20ہزار آبادی کی limit تک بنائی جائیں تاکہ ایک مناسب سائز کی یونین کونسل ہو اور مسائل کو اچھے طریقے سے حل کیا جا سکے۔ اس میں جو پانچ ممبران کی بات ہوئی ہے میں سمجھتا ہوں کہ یونین کونسل میں پانچ ممبران کم ہیں سات منتخب ممبران ہونے چاہئیں، دو چیئر مین اور وائس چیئر مین ہونے چاہئیں اس طرح کل نو ممبران ہو جائیں گے اور باقی تین سپیشل سیٹ کے ممبران ہوں گے اس طرح کل ممبران کی تعداد بارہ ہو جائے گی۔ میں سمجھتا ہوں کہ پانچ ممبران کی تعداد کم ہے اس طرح سے کونسلر کے لئے مشکلات زیادہ ہوں گی اور صحیح طور پر نمائندگی نہیں ہو سکے گی۔ شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: جی، بہت شکریہ۔ جناب محمد صدیق خان!

جناب محمد صدیق خان: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! آپ کا بہت بہت شکریہ کہ آپ نے مجھے لوکل گورنمنٹ بل 2013 پر گفتگو کرنے کا موقع فراہم کیا۔ سب سے پہلے میں منسٹر صاحب جنہوں نے آج بل 2013 پر اپنا point of view دیا تو پچھلے نظام میں کرپشن کی بات کی کہ اس میں کوئی ایسا mechanism موجود نہیں تھا جس میں check and balance ہو، جس میں abuse of powers کو روکا جائے، جس میں کرپشن کو روکا جائے۔ میں یہ بات سُن کر بہت حیران ہوا ہوں کہ Ordinance 2001 is still existing. وہ ابھی بھی موجود ہے۔ اس میں جو check and balance تھا وہ constitutional check and balance تھا، آڈیٹر جنرل آف پاکستان سے اس کا آڈٹ ہوتا تھا اس میں Pre-Audit System، Post-Audit اور General Audit System تھا اور Public Accounts Committee(PAC) اس کو examine کرتی تھی۔ یہ چار mechanisms تھے یہ سارے Constitutional mechanism ہیں۔ Constitution is supreme, Act is not supreme. اس ایکٹ کے تحت جو mechanism لایا جارہا ہے Is it more reliable than the Constitutional mechanism? میری یہ درخواست ہو گی کہ آپ 2001 کے لوکل گورنمنٹ سسٹم کو پڑھ لیں اور دیکھ لیں کہ کیا اس میں Constitutional mechanism موجود تھا یا نہیں؟

جناب سپیکر! دوسری بات یہ ہے کہ اس بل کی فاؤنڈیشن، اثاثہ یا جو بنیاد ہے وہ آرٹیکل 140(A) ہے۔ آرٹیکل 32 میں Gender Balance کی بات ہے، آج پوری دنیا میں women empowerment کی بات ہو رہی ہے اور ملکی امور میں زیادہ سے زیادہ خواتین کی شمولیت کی بات ہوتی ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ جو موجودہ لوکل گورنمنٹ آرڈیننس 2001 ہے اس میں خواتین کی 33 فیصد نمائندگی تھی اس کو ہم کہاں لے کر جارہے ہیں؟

This is totally contrary to the Article 32 of the Constitution.

جناب سپیکر! تیسری بات یہ ہے کہ میں آئین کی spirit میں بات کروں گا بل کی تفصیل میں نہیں جاؤں گا۔ آرٹیکل 140(A) میں لکھا ہے کہ:

140(A) .... Political, administrative and financial responsibility and authority to the elected representatives of the local governments.

اس It is corporate body ہے spirit کی اس بل کی جو چوتھا جو تین چیزیں devolve ہونی ہیں اور یہ کو ایک autonomous body کی شکل دی گئی ہے۔ میں نے اس پورے مسودے میں دیکھا ہے اور مجھے اس میں corporate body کی spirit کہیں نظر نہیں آئی، ہر جگہ اس میں overlapping موجود ہے اور پارٹی کوئی نہیں ہے، جو ہیلتھ اتھارٹی اور ایجوکیشن اتھارٹی ہے میں سمجھتا ہوں کہ یہ corporate کی spirit کی مکمل طور پر ضد ہے تو آرٹیکل (A)140 کے تحت 2001 میں چالیس ڈیپارٹمنٹ devolve تھے، اور دس ای ڈی اوز گروپس کی شکل میں اپنی سروسز دے رہے تھے تو اس بل میں صرف municipal services رہ گئی ہیں اور اس کے ساتھ ساتھ جس طرح urban and rural division کی گئی ہے جو rural میں functions specify کئے گئے ہیں، کیا solid waste disposal دیہی علاقوں میں required نہیں ہے، کیا sanitation دیہات میں رہنے والوں کی requirement نہیں ہے؟ میں سمجھتا ہوں کہ اس سے زیادہ discrimination کیا ہو سکتی ہے۔ چوتھی بات یہ ہے کہ یونین کونسل کے تحت ہم نے پبلک کو empower کرنا ہے امریکن ایک غلام قوم تھی، ان کا جو Chief Architect of the Constitution تھا وہ واشنگٹن تھا۔ وہ کہتے ہیں کہ اس Constitution نے ہمیں دنیا کی سپریم قوم بنا دیا، ہم غلام تھے۔ آج دنیا کی جتنی بھی developed nations ہیں وہاں most powerful local body system کام کر رہے ہیں، آپ ایک بھی developed nation کا بتادیں جہاں ایک طاقتور لوکل باڈی سسٹم موجود نہیں ہے تو میں عرض کرتا چلوں کہ ایک طرف دیکھیں کہ Rural Union Council میں دس لوگ ہوں گے اور Urban Union Council میں ایک وارڈ سسٹم ہوگا۔ ایک single آدمی اتنے ہی لوگوں کو کیسے serve کرے گا؟ میں سمجھتا ہوں کہ یونیفارم سسٹم ہونا چاہئے اور اس کے ساتھ ساتھ میں یہ بھی عرض کرتا چلوں کہ میں نے الیکشن کمیشن کی statement پڑھی ہے بالخصوص آرٹیکل (A)140 سپریم کورٹ نے ان دنوں جہاں چاروں صوبوں کے ایڈووکیٹ جنرل کو بلایا اور direction دی گئی کہ اس پر legislation کی جائے اور اس direction کے تحت آج legislation ہو رہی ہے تو اس direction کے پیچھے جو سوچ تھی، میں نے خود سُنا ہے کہ آج جو اس ملک میں دہشت گردی ہے، جو لاء اینڈ آرڈر کی situation ہے اس کو کنٹرول کرنے کے لئے لوکل باڈی سسٹم کا ہونا ضروری ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس بل میں مجھے کہیں نظر نہیں آیا۔۔۔

(اذانِ ظہر)

جناب قائم مقام سپیکر: جی، جناب محمد صدیق خان!

جناب محمد صدیق خان: جناب سپیکر! میں اپنی گفتگو کو آگے لے کر جانا چاہتا ہوں۔ میں یہ عرض کر رہا تھا کہ ایک طرف تو اس بل کی اساس آئین پاکستان کے آرٹیکل 32 اور 140(A) پر محیط ہے اور دوسری طرف یہ بل ان دونوں Articles کے totally inconsistent ہے۔ وزیر موصوف نے فرمایا ہے کہ existing Local Government system موجود ہے ابھی اس میں کوئی تبدیلی نہیں لائی گئی۔ انہوں نے فرمایا ہے کہ آپ اس پر proposals دیں کہ ہم اس میں کون سی بہتری لا سکتے ہیں؟ میں سمجھتا ہوں کہ ایک چیز آپ کے سامنے پڑی ہے، تین چیزیں انہوں نے لی ہیں ایک آئین کے Article140-(A) and 32 as well as corporate body کا نام ہے۔ میں عرض کروں گا کہ corporate body کا جو concept ہے، جو spirit ہے اس میں یہ ایک autonomous body ہے جس میں کسی قسم کی interference نہیں ہو سکتی۔ اسی طرح Health Authority as well as Education Authority کی formation کو دیکھیں اور اس کے functions کو دیکھیں پھر آپ خود ہی سمجھ جائیں گے کہ یہ جو corporate body کا نام دیا گیا ہے That is total violation of that concept کسی حوالے سے یہ corporate نہیں ہے۔ ہمیں اپنے ملک کی عوام پر فخر کرنا چاہئے لیکن آپ اس ملک کی عوام پر انگریزوں کا دیا ہوا 1861 کا ایکٹ مسلط کر رہے ہیں۔ وہ ایکٹ جو ہم پر حکمرانی کرنے کے لئے اپنے اسسٹنٹ کمشنر اور ڈپٹی کمشنر کو پاور دیتا تھا، آپ اس کو ایک بل کی صورت میں revive کر رہے ہیں؟ کسی نے تو ہمت کی اس انگریز کے کالے قانون کو ختم کرنے کی، چاہے وہ کوئی بھی تھا، جب آئین عوام کو یہ حق دیتا ہے کہ اقتدار اعلیٰ کی مالک اس ملک کی عوام ہے تو پھر ہم ان کو یہ پاور کیوں نہیں دیتے؟ اگر آج ہم اسے ایکٹ کی صورت نہیں دیں گے تو پھر آپ نے جو Charter of Democracy sign کیا تھا اس کا سیکشن میں یہاں پڑھ دیتا ہوں۔ جس وقت حکمران اقتدار سے باہر ہوتے ہیں تو اس وقت عوام کی بات کی جاتی ہے اور جب وہ اقتدار میں آ جاتے ہیں تو عوام کو ایسے شکنجے میں کستے ہیں کہ ہماری بادشاہت قائم ہو جائے۔ عوام کی خودداری کو سلب کیا جاتا ہے اور ان کے حقوق پر ڈاکا ڈالا جاتا ہے۔ آپ کی اجازت سے with due apology Charter of Democracy کی Clauses پڑھتا ہوں۔ یہ Clauses 10, 29 and 30 ہیں۔

10. Local Bodies Election will be held on party basis through Provincial Election Commission in respective provinces

and constitutional protection will be given to the Local Bodies to make them autonomous and answerable to their respective Assemblies.

جناب والا! میں آئین کے آرٹیکل 140(A) کی بات کر رہا تھا۔ اب میں Charter of Democracy کے سیکشن 10 کی بات کر رہا ہوں وہ بھی یہی کہہ رہا ہے لیکن یہ sign کس وقت ہوا؟ جس وقت ان کے پاس اقتدار نہیں تھا اس وقت عوام کی بات کی جاتی تھی، جس وقت اقتدار آ گیا تو عوام کو بھول گئے۔ اب یہ چاہتے ہیں کہ عوام پر کس طرح سے بادشاہت کی جائے؟ ان کو tout بنا دیا جائے، ان کے اندر difference of opinion جو کہ جمہوریت کی روح ہے اس کو ختم کر دیا جائے اور یہ ان کے اطاعت گزار بن جائیں۔۔۔(شور و غل)

جناب قائم مقام سپیکر: میری معزز ممبران سے گزارش ہے کہ خاموشی اختیار کی جائے اور معزز ممبر کی بات کو غور سے سنیں۔ منسٹر صاحب! آپ بھی مہربانی کریں۔

جناب محمد صدیق خان: اب میں Charter of Democracy کی کلاز 29 کی بات کر رہا ہوں کہ:

29. Local Bodies elections will be held within three months of the holding of general elections.

ہم نے پہلے ہی پانچ سال گزار دیئے ہیں۔ اس کے علاوہ میں Charter of Democracy کی کلاز 30 کی بات کروں گا کہ:

30. The concerned election authority shall suspend and appoint neutral administrators for all Local Bodies from the date of formation of caretaker Government for holding of general election till the elections are held.

اس میں ایک بہت ہی important بات یہ ہے کہ کیا ہم بل کی صورت میں 1861 کا انگریزوں کا دیا ہوا ایکٹ بحال کر رہے ہیں، اس کے علاوہ جو judiciary ہے اس کو بھی question mark کر رہے ہیں؟ کیونکہ اس سے magistracy system بحال ہو جائے گا۔ اس کے علاوہ میں آپ سے یہ درخواست بھی کروں گا کہ آج کی تقریر میں تو میں نے صرف اس بل کے constitutional حصوں پر بات کی ہے۔ لوکل باڈیز بل میں corporate body کی جو spirit ہے اس پر بات کی ہے، اس کے علاوہ Charter of Democracy کے حوالے سے بھی میں نے بات کی ہے۔ ابھی اس کی جو

سپیشل کمیٹی بنی ہے اس سلسلے میں قائد حزب اختلاف نے ہم سے proposals مانگی ہیں لیکن میں وزیر قانون کا بہت شکریہ ادا کروں گا کہ انہوں نے کہا کہ آپ proposals دیں ہم انہیں incorporate کریں گے لہذا I highly appreciate the views of the Law Minister یہ ان کے democratic views ہیں۔انشاءاللہ تعالیٰ ہم انہیں اپنی تجاویز دیں گے اور یہ کون سی تجاویز ہوں گی؟

> To empower the people of the Punjab as per the spirit of the Constitution, as per the spirit of the corporate system, as per the spirit of Charter of Democracy. (Applause)

ہم ان کے وعدے ان کو یاد کروانا چاہتے ہیں اور ان کو یہ درخواست کرنا چاہتے ہیں کہ آپ جس وقت حکومت سے باہر ہوتے ہیں اس وقت آپ عوام کی بات کرتے ہیں، جس وقت آپ حکومت میں آتے ہیں تو عوام کو پابہ زنجیر بنانے اور غلام بنانے کی بات کرتے ہیں۔ ہم نے elect نہیں ہونا جو قانون ہوتے ہیں وہ legacy ہوتے ہیں ،قوم کے assets ہوتے ہیں اور ان کی ترقی یا تباہی و بربادی میں وہ contribute کرتے ہیں۔ جیسا کہ میں نے American Constitution کی بات کی کہ وہ آج بھی یہ کہتے ہیں کہ This Constitution has contributed کہ آج ہمیں supreme nation بنا دیا گیا ہے،اس سے پہلے ہم غلام تھے۔ میں نے عرض کی ہے کہ دنیا میں جہاں کہیں بھی developed nations ہیں وہاں پر ایک powerful local bodies system موجود ہے۔

جناب سپیکر!میں سمجھتا ہوں کہ 2001 کا لوکل باڈیز سسٹم اور یہ سسٹم ایک دوسرے کے بہت قریب ہیں۔اب بات یہ آ رہی ہے کہ وہ کس نے بنایا تھا؟ چلیں، ہم اس کو discredit کرتے ہیں لیکن اسی spirit میں اس کو تبدیل کر کے لایا جائے جس سے عوام کو empowerment اور انصاف ملے۔یہاں پر تو بالخصوص 1861 کا کالا قانون جو غلاموں کے لئے تھا بحال کیا جا رہا ہے۔ ہم ایک آزاد قوم ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ جدوجہد کر کے یہ ملک تو حاصل کر لیا گیا لیکن شاید ہم نے اپنی سوچ، ideas and ideology کو تبدیل نہیں کیا۔ میں پھر یہی کہوں گا کہ عوام اور عوامی نمائندوں کو empower کیا جائے۔ میں معزز ایوان سے درخواست کروں گا کہ ہمیں اپنی ذات سے نکل کر عوام کے لئے سوچنا چاہئے۔اگر ہم اچھے کام کریں گے تو عوام ہمارا انتخاب کریں گے۔ ہم سب سے پہلے پاکستانی ہیں۔ ہم نے پاکستان اور اس کے عوام کے لئے سوچنا ہے۔ ہم نے اپنی ممبر شپ کا تحفظ نہیں کرنا۔ ہم انشاءاللہ تعالیٰ اس صوبے کے عوام کے rights کو protect کریں گے۔ہمارا اس اسمبلی کی تنخواہ سے کوئی سروکار

نہیں۔ ہم یہاں اپنے عوام کی نمائندگی کرنے کے لئے آئے ہیں۔ We are responsible before our constituents. وہ ہمارے محتسب ہیں اور ہم قابل احتساب ہیں۔ ہم نے ان کے سامنے اپنے آپ کو احتساب کے لئے پیش کرنا ہے کیونکہ وہ ہمارے محتسب ہیں۔ ہم اسی spirit کے ساتھ اسمبلی میں آئے ہیں اور انشاءاللہ جب تک اس اسمبلی میں ہیں اسی spirit کے تحت عوام کے ذہنوں کی ترجمانی کرتے رہے گے۔ اسی کے ساتھ میں اجازت چاہوں گا۔ وماعلینا الاالبلاغ۔

جناب محمد وحید گل: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، فرمائیں!

جناب محمد وحید گل: جناب سپیکر! آج اسمبلی سیکرٹریٹ کی طرف سے صدارتی الیکشن کے حوالے سے ہدایت نامہ جاری کیا گیا ہے۔ اس میں درج ہے کہ ووٹ ڈالنے کے لئے ممبر صوبائی اسمبلی کا کارڈ ہونا لازمی ہے تو براہ مہربانی رولنگ دیں کہ جن ممبران کے کارڈ ابھی تک نہیں بن پائے وہ فوری طور پر بن جائیں تاکہ کوئی معزز ممبر ووٹ ڈالنے سے محروم نہ رہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: تشریف رکھیں۔ میں پہلے ہی یہ ہدایات جاری کر چکا ہوں۔ جن معزز ممبران کے ابھی تک کارڈز نہیں بن سکے ان سے فون پر رابطہ کیا جارہا ہے اور میں یہاں پر بھی معزز ممبران سے گزارش کرتا ہوں کہ اگر کسی کا اسمبلی کارڈ نہیں بنا تو وہ آج ہی اپنا کارڈ بنوالیں تاکہ صحیح ووٹ کاسٹ کر سکیں۔

جناب آصف محمود: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، فرمائیں!

کورم کی نشاندہی

جناب آصف محمود: جناب سپیکر! کورم پورا نہیں ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: اس وقت لوگ نماز کے لئے گئے ہوئے ہیں۔ آج Local Bodies Bill پر عام بحث ہو رہی ہے اور اس میں بھی آپ نے کورم point out کر دیا ہے۔ بہر حال کورم point out ہو گیا ہے لہذا گنتی کی جائے (اس مرحلہ پر گنتی کی گئی)

کورم پورا نہ ہے لہذا پانچ منٹ کے لئے گھنٹیاں بجائی جائیں۔

(اس مرحلہ پر پانچ منٹ کے لئے گھنٹیاں بجائی گئیں)

دوبارہ گنتی کی جائے۔(اس مرحلہ پر دوبارہ گنتی کی گئی)

کورم پورا ہے لہذا کارروائی شروع کی جاتی ہے۔اب میں محمد الیاس چنیوٹی صاحب کو دعوت دیتا ہوں۔

مقامی حکومت کے نئے نظام پر عام بحث

(---جاری)

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر!میں انتہائی افسوس کے ساتھ یہ بات کہوں گا کہ جس جذبے اور spirit کے تحت ہم نے لوکل باڈیز ایکٹ پر عام بحث رکھی ہے اپوزیشن کی طرف سے کورم point out کرکے اس کی نفی کی گئی ہے۔ایک تو ویسے ہی روایت ہے کہ عام بحث کے دوران کورم point out نہیں ہوتا دوسرا اجلاس کے ساتھ ایک بجے کمیٹی کی میٹنگ بھی رکھی ہوئی ہے اور اس کی proceeding بھی ساتھ ساتھ ہو رہی ہے۔نہ صرف کمیٹی کے ممبران بلکہ جو معزز ممبران بھی چاہیں وہ وہاں جاکر اپنی input دے سکتے ہیں تو اپوزیشن کو بھی اس جذبے کا آگے سے مثبت طریقے سے respond کرنا چاہئے تھا۔یہ کورم point out کرنے والی بات انتہائی افسوسناک ہے اگر وہ اس پر بات نہیں کرنا چاہتے تو پھر ایوان کا وقت ضائع کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔کل پھر وہ یہ طعنہ نہیں دے سکیں گے یا ایسا نہیں کہہ سکیں گے کہ ہماری بات نہیں سنی گئی اور اکثریت کی بنیاد پر اس Bill کو bulldoze کیا گیا ہے۔ہم اکثریت کی بنیاد پر اس Bill کو پاس نہیں کروانا چاہتے ہم اس بل کو consensus کی بنیاد پر پاس کروانا چاہتے ہیں کیونکہ اس میں صوبے کے عوام کی بھلائی کا مسئلہ ہے،اس میں حکومت یا اپوزیشن کا کوئی مسئلہ نہیں ہے اس لئے قائد حزب اختلاف ایوان میں تشریف لاتے ہیں تو میں اُن سے بھی بات کروں گا اور یہاں پر اس وقت جو معزز ممبران بیٹھے ہیں میں اُن سے بھی یہ گزارش کروں گا کہ یہ ایک عام بحث ہے اس میں کبھی بھی کورم point out نہیں کیا جاتا۔اس میں آپ بھرپور طریقے سے حصہ لیں اور اس طرح سے وقت ضائع نہ کریں۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی،چنیوٹی صاحب!

الحاج محمد الیاس چنیوٹی: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔جناب سپیکر!بہت شکریہ کہ آپ نے مجھے لوکل گورنمنٹ بل 2013 پر عام بحث میں حصہ لینے کا موقع دیا۔سب سے پہلے تو میں آپ کے ذریعے سے

حکومت کو مبارکباد دینا چاہتا ہوں کہ بلدیاتی نظام کو بحال کیا جا رہا ہے۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس کے ذریعے سے مقامی سطح کے چھوٹے چھوٹے مسائل یعنی گلی / نالی کی صفائی جن میں ممبران قومی وصوبائی اسمبلی کو مصروف رکھا جاتا تھا اب وہ مسائل انشاء اللہ نچلی سطح پر ہی حل ہونے لگیں گے۔ چونکہ یہ بلدیاتی نظام ہے اس لئے میں اس حوالے سے ایک بات کرنا چاہتا ہوں کہ 2009 میں چنیوٹ کو پنجاب کا اڑتیسواں ضلع قرار دیا گیا اُس کی دو نئی تحصیلیں بنیں اس کے علاوہ بھی پنجاب میں کچھ نئی تحصیلیں بنیں اور ایک بل کے ذریعے سے اُن نئی بننے والی تحصیلوں کا نوٹیفکیشن ہو گیا لیکن میرے خیال میں ابھی تک خصوصاً ہماری دو تحصیلوں بھوانہ اور لالیاں میں تحصیل کے setup کے لئے افسران تعینات نہیں کئے گئے۔ میرا مطالبہ یہ ہے کہ ان دو تحصیلوں میں مطلوبہ عملے کی بھرتی کو یقینی بنایا جائے تاکہ وہاں پر لوکل باڈی کے الیکشن ہو سکیں۔

جناب سپیکر! یہ جو بل پیش کیا گیا ہے اس میں میٹروپولیٹن کارپوریشن، میونسپل کارپوریشن، میونسپل کمیٹی کی تعریف کی گئی ہے کہ اتنی اتنی آبادی پر یہ status دیا جائے گا لیکن حکومت کے پاس وہ کون سا طریقہ ہے یعنی حکومت نے کوئی مردم شماری وغیرہ کر لی ہے کہ اس شہر کو میٹروپولیٹن یا میٹرو کارپوریشن کا درجہ دیا جائے گا یا اس شہر کو میونسپل کمیٹی کا درجہ دیا جائے گا، کیا اس وقت تک مردم شماری مکمل ہو چکی ہو گی؟ اس چیز کو یقینی بنانا ضروری ہے۔

جناب سپیکر! پچھلے سال میں نے اپنے ٹی ایم اے کے بارے میں ایک سوال کیا تھا کہ کیا ہمارے ٹی ایم اے کی آبادی کے مطابق سینٹری ورکر ہیں تو جواب دیا گیا تھا کہ سینٹری ورکر 170 ہیں جبکہ وہاں پر 520 سینٹری ورکر چاہئیں اور حکومت نے یہ وعدہ کیا تھا کہ آئندہ بجٹ میں 520 سینٹری ورکر کی ضرورت پوری کرنے کے لئے اُن کی بھرتی کو یقینی بنایا جائے گا۔ میری معلومات کے مطابق ابھی تک وہ بھرتی بھی پوری نہیں کی گئی اگر الیکشن سے پہلے پہلے وہ بھرتی پوری کر دی جاتی ہے تو ہمارا الیکشن بھی انشاء اللہ تعالیٰ اچھے طریقے سے ہو جائے گا۔

جناب قائم مقام سپیکر: چنیوٹی صاحب! آپ منسٹر صاحب کے ساتھ علیحدہ بیٹھ کر ان چیزوں کو discuss کر لیجئے گا۔

الحاج محمد الیاس چنیوٹی: جی، ٹھیک ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جناب محمد سبطین خان صاحب!۔۔۔ تشریف نہیں رکھتے۔ حاجی خالد سعید صاحب!

حاجی خالد سعید: بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ جناب سپیکر! سب سے پہلے میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں اور اُس کے بعد بات یہ ہے کہ پنجاب مقامی حکومت بل2013 لایا گیا ہے جس پر بڑی سیر حاصل بحث ہو رہی ہے۔ میں وزیر اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف اور وزیر قانون و بلدیات رانا ثناء اللہ خان کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں کہ یہ جو ابہام پیش کیا گیا تھا کہ شاید یہ حکومت لوکل باڈی الیکشن نہ کروائے لیکن اس بل کو لا کر پنجاب حکومت نے یہ ثابت کر دیا کہ ہم بنیادی جمہوریت پر یقین رکھنے والے لوگ ہیں۔ بنیادی جمہوریت ہی ایک ایسا ذریعہ ہوتا ہے جو عوام کے مسائل کو حل کرنے کا سبب بنتا ہے۔ یہی نظام عوام کے درمیان مسائل کے حل اور coordination کا ذریعہ ہوتا ہے۔ پنجاب کے اندر جس طرح سے اس بل کو بنا کر پیش کیا گیا اور اس کی division کی گئی اپوزیشن کی طرف سے بہت سارے خدشات سامنے آئے کہ اس بل کے اندر بہت ساری خامیاں ہیں لیکن میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ رانا ثناء اللہ خان صاحب نے یہ بڑی خوبصورت بات کی ہے کہ اس بل پر عام بحث کے حوالے سے جتنے بھی دن لگ جائیں ایک سیر حاصل بحث کی جائے گی اور اس بل کا ایک جامع مسودہ تیار کیا جائے گا جو کہ عوام کے مسائل کو حل کرنے کا ایک ذریعہ بنے گا تو مجھے امید ہے کہ یقیناً یہ نظام عوامی مسائل حل کرنے کا ایک بہترین ذریعہ بنے گا۔ پچھلا بل جو ڈکٹیٹر پرویز مشرف کے دور میں آیا تھا جس کے مطابق تعداد کو بہت حد تک بڑھا دیا گیا تھا، اُس میں خواتین کی تعداد کو بھی بے ہنگم طور پر بڑھا دیا گیا تھا آج اگر ہم نے اُس کو سمیٹ کر کم کر دیا ہے تو یقیناً یہ چیز اس بات کے پیش نظر ہے کہ اس میں جو خامیاں تھیں اُن کو دور کر دیا گیا ہے۔ جہاں تک اس بات کا تعلق ہے کہ میئر اور چیئرمین کی جگہ ایڈمنسٹریٹر مقرر کر دیئے جائیں گے، یہ کبھی نہیں ہوا کہ عوامی نمائندوں کی تذلیل کر دی جائے یعنی اگر کوئی عوامی حکومت رولز کی violation نہ کرے تو اُس کو اُتار دیا جائے۔ عوامی نمائندوں کے اندر اتنی قوت اور اتنا جذبہ ضرور ہوتا ہے کہ اگر وہ کوئی violation نہ کریں تو کوئی مائی کا لال، کوئی ایڈمنسٹریٹر یا کوئی بھی اُن کو نہیں ہٹا سکتا۔ جمہوریت ایک قوت ہوتی ہے، جمہوریت حکومتوں کا حسن ہوتا ہے، جمہوریت کسی قوم کا حسن ہوتا ہے اور یہ خدشات کہ کوئی مائی کا لال آ کر اُن کو اُتار دے گا اور عوامی نمائندوں کا mandate چھین لے گا تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ بڑی کمزوری کی بات ہے، جو قومیں اپنے حق کو لینا جانتی ہیں، اپنے حقوق کا تحفظ کرنا چاہتی ہیں تو کبھی یہ نہیں ہوا کہ اُن کے تحفظات کو ختم کر دیا جائے اور رہی بات کہ اس میں ترامیم لائی جائیں تو جو ترامیم حکومت اور اپوزیشن کے باہمی تعاون سے لائی جائیں گی جیسا کہ وزیر قانون نے کہا ہے تو مجھے امید ہے کہ ہم سب مل

کر انشاء اللہ تعالیٰ اس بل کو اچھے طریقے سے آگے لائیں گے تاکہ متفقہ طور پر ہم آگے بڑھ سکیں اور جمہوریت کو اچھے انداز سے آگے بڑھا سکیں۔ بہت شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: بہت شکریہ جی۔ محترمہ شُنیلا رُوت صاحبہ!۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔ حاجی محمد الیاس انصاری صاحب!

حاجی محمد الیاس انصاری: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! میری گزارش ہے کہ اس معزز ایوان میں پیش کردہ پنجاب لوکل گورنمنٹ بل 2013 کچھ ترامیم کا متقاضی ہے۔ سیکشن نمبر (3)14 جو ضلع کونسل کے چیئرمین اور وائس چیئرمین کے متعلق ہے کہ جب کوئی ممبر چیئرمین منتخب ہوگا تو اس کی سیٹ خالی تصور کی جائے گی اور اس کے برعکس جہاں پر میونسپل کارپوریشن یا میٹروپولیٹن کارپوریشن کا میئر یا لارڈ میئر یا ڈپٹی میئر جو بھی منتخب ہوگا اس کی سیٹ خالی نہیں ہوگی۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ شہری اور دیہاتی تفریق کی نشاندہی ہے۔ اس کو برابر ہونا چاہئے اور ان دیہات کے لوگوں کا بھی اتنا ہی حق ہے جتنا کہ شہروں کے لوگوں کا حق ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! اس کے علاوہ سیکشن نمبر (5)17 میں کہا گیا ہے کہ جتنی ڈسٹرکٹ اتھارٹیز جو ایجوکیشن اور ہیلتھ کے متعلق ہیں اس میں کہیں بھی یہ ذکر نہیں ہے کہ اس کا چیئرمین یا وائس چیئرمین جو بھی گورنمنٹ بنائے گی میری تجویز ہے کہ وہ منتخب نمائندہ ہونا چاہئے۔ اس ملک میں بیوروکریسی جواب تک غالب رہی ہے آج ان عوامی نمائندوں کو بھی حق حاصل ہونا چاہئے کہ وہ بھی عوام کے لئے صحت اور تعلیم کے حوالے سے اس میں share کر سکیں۔

جناب سپیکر! اسی طرح سیکشن (2)71 میں وائس چیئرمین کا یونین کونسل level پر اور نہ ہی ڈسٹرکٹ level پر کوئی role رکھا گیا ہے سوائے اس کے کہ جب چیئرمین غیر حاضر ہوگا تو وہ صرف اور صرف اس کی نمائندگی کرے گا۔ میں سمجھتا ہوں کہ یونین کونسل میں تو اس کو کسی قسم کا کوئی اختیار حاصل ہی نہ ہے۔ میری تجویز ہے کہ یونین کونسل کا چیئرمین ڈسٹرکٹ کونسل کا ممبر ہونا چاہئے اور وائس چیئرمین کو یونین کونسل level پر تمام اختیارات حاصل ہونے چاہئیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس بل میں یونین کونسل کے وائس چیئرمین کی کوئی بھی ذمہ داری نہیں ہے لہذا اسے یہ ذمہ داری دینی چاہئے تاکہ اختیارات میں توازن پیدا ہو سکے اور grass roots level پر حکومت کا اور ہماری جماعت کا قد و قامت بڑھ سکے اور نیچے کی سطح پر زیادہ سے زیادہ لوگوں کو فائدہ ہو سکے۔ مہربانی۔

جناب قائم مقام سپیکر: بہت شکریہ۔ ڈاکٹر نوشین حامد!۔۔۔موجود نہیں ہیں۔ محمد عارف عباسی صاحب!

جناب محمد عارف عباسی: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! بہت شکریہ۔ میں اپنی بات کو اس طرح شروع کروں گا کہ یہ مسودہ قانون جو ہمیں دو دن پہلے دیا گیا ہے جس کے تحت بلدیات کے الیکشن کرانے ہیں۔ اگر اس قانون سازی کا مقصد سپریم کورٹ کے فیصلے پر عملدرآمد ہے یا آئین کے آرٹیکل 32 اور 140-A پر عملدرآمد ہے تو یہ مسودہ قانون کم از کم ان کی منشاء پوری نہیں کر سکتا۔ اگر ہم یہ قانون اس ایوان میں پاس کریں تو جس منشاء کے لئے جو حکم سپریم کورٹ نے دیا ہے تو ہم یہ قانون سازی کر کے اس پر پورا نہیں اتر سکتے۔ سپریم کورٹ نے جو حکم دیا تھا جس کے لئے ہم روزوں میں بھاگ دوڑ کر رہے ہیں، سپیشل کمیٹی بنائی گئی ہے، اجلاس بھی چل رہا ہے، کمیٹی میں تجاویز بھی آ رہی ہیں تو اس کا مقصد یہ ہے کہ سپریم کورٹ کے حکم پر within the due course عملدرآمد کریں۔

جناب سپیکر! اس مسودہ میں ہم لوکل گورنمنٹ کی طرف نہیں جا رہے، لوکل گورنمنٹ جس کا مقصد تین چیزیں grass roots level پر عوام کو دینی ہیں جس کی assurance آئین پاکستان کے آرٹیکل 140-A کے ذریعے دی گئی ہے کہ انتظامی اختیارات، سیاسی اختیارات اور مالیاتی اختیارات ان لوگوں کو دیں گے۔ اگر ہم یہ اختیارات grass roots level پر ان لوگوں کو دیں گے تو وہ منشاء جو آئین پاکستان میں ہے اور وہ حکم جو سپریم کورٹ نے دیا ہے ہم اس کو پورا کرنے کے قابل ہو سکیں گے۔ اس مسودہ قانون کے ذریعے ہم جو قانون سازی کر رہے ہیں اس میں ہم ایک میونسپل کمیٹی بنا رہے ہیں جو لوکل level پر ایک چھوٹی کمیٹی بنا رہے ہیں ہم اس کو گورنمنٹ کا نام نہیں دے سکتے۔ اس میں جو تقسیم کی گئی ہے کہ دیہی اور شہری علاقوں کو علیحدہ علیحدہ کر دیا گیا ہے۔

جناب سپیکر! کوئی بھی قانون سازی عوام کی بہتری کے لئے ہوتی ہے، عوام کو درپیش مسائل اور مشکلات کے حل یا ان میں کمی لانے کے لئے ہوتی ہے۔ میرا خیال ہے کہ پنجاب اسمبلی میں پہلی دفعہ ایسا ہو رہا ہے کہ عوام کے حقوق چھینے جا رہے ہیں۔ عوام کو جو حقوق اور اختیارات 2002 کے آرڈیننس میں لوکل گورنمنٹ کے ذریعے دیئے گئے تھے وہ واپس لئے جا رہے ہیں۔

جناب سپیکر! 2002 کے آرڈیننس میں کچھ خامیاں ضرور تھیں بجائے اس کے کہ ان خامیوں کو دور کر کے اور اس آرڈیننس کو بہتر کر کے اچھے طریقے سے نافذ کیا جاتا ہم دوبارہ اسی 1979 کے قانون کی طرف جا رہے ہیں جو ایک ڈکٹیٹر کی ایجاد تھی جس میں پٹواری، تھانیدار، ڈپٹی کمشنر اور کمشنر

کے ذریعے لوگوں کو کنٹرول کیا جاتا تھا۔ آپ نے جو مسودہ ہمیں دیا ہے اس میں بھی آپ نے عوامی نمائندے بلکہ میں ان کو so called عوامی نمائندے کہوں گا کہ ان کو وہ اختیارات نہیں دیئے گئے جو توہین ہے کہ اس کے ذریعے وہ عوام کی خدمت کریں گے تو ایسا کبھی نہیں ہوگا۔ آپ نے تمام authorities وزیر اعلیٰ کے پاس رکھی ہیں۔ آپ نے ڈپٹی کمشنر کے ذریعے سارے انتظامات اور اختیارات اپنے پاس رکھے ہیں، مالیاتی اختیارات ان کو نہیں دیئے، ان کو بجٹ بنانے کا اختیار تو دیا ہے لیکن وزیر اعلیٰ کو یہ اختیار دے دیا گیا ہے کہ وہ ان کے بجٹ پر نظر ثانی کرے یا ان کے بجٹ کو مسترد کر دے۔ اس طرح کے معاملات میں جب دنیا decentralization کی طرف جا رہی ہے آپ اپنے لوگوں پر اعتبار کریں تاکہ وہ اپنے مسائل خود حل کر سکیں اور وزیر اعلیٰ ہاؤس کو فیصل آباد کا گھنٹہ گھر نہ بنائیں کہ ہر راستہ اسی کی طرف نکلے، ہر مسئلے کا حل وہی ہو، ہر پریشانی کا حل وہی ہو اور ہر چیز کا کنٹرول وہی ہو۔ اس طرح معاملات کبھی چلے ہیں اور نہ چلیں گے۔ میری یہ درخواست ہے کہ یہ قانون دیہی اور شہری علاقوں کے لئے ایک جیسا ہونا چاہئے اگر شہروں میں یونین کونسل ہے تو دیہاتوں میں بھی یونین کونسل ہونی چاہئے۔

جناب سپیکر! اس کے بعد یہ بڑا clear ہے کہ یہ الیکشن پارٹی کی بنیادوں پر ہونا چاہئے، ایک نظریے اور ایک سوچ کے مطابق ہونا چاہئے کیونکہ 1985 میں ایک ڈکٹیٹر نے اس قوم کو غیر جماعتی الیکشن کی بنیاد پر تقسیم کیا اور ہم برادریوں اور گروہوں میں تقسیم ہو گئے۔ اب ہم grass roots level پر، گلی محلوں میں لوگوں کو برادریوں میں تقسیم کریں اور نہ ہی مختلف گروہوں میں تقسیم کریں بلکہ انہیں ایک سوچ کے اندر رکھیں۔ میں بھرپور طریقے سے کہتا ہوں کہ یہ الیکشن grass roots level پر، initial level پر پارٹی کی بنیاد پر ہونا چاہئے اور پارٹی کے نشان کے تحت ہونا چاہئے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! اس کے بعد ہیلتھ اور ایجوکیشن جو کسی بھی معاشرے کے لئے نہایت اہم ہیں وہ آپ نے ان لوگوں سے واپس لے لی ہیں۔ اس کے لئے آپ نے کمیشن بنالیا ہے۔ یہ کبھی نہیں ہو سکتا کہ ایک بندہ جو عوام کا منتخب نمائندہ ہو جو grass roots level پر daily عوام کو جوابدہ ہو اور اس کے پاس ہسپتال کو چیک کرنے کے اختیارات اور ہسپتالوں کی مشکلات کو آسان کرنے کے اختیارات نہ ہوں۔ وہ سکول کالج کے مسائل حل نہ کر سکتا ہو تو وہ کس طرح اپنے آپ کو لوکل باڈیز کا نمائندہ یا grass roots level پر عوام کا نمائندہ کہلائے گا۔ ایم پی ایز اور ایم این ایز کے بڑے حلقے ہوتے ہیں ان کا

احتساب مشکل ہوتا ہے لیکن ایک بات میں آپ کو بتاتا ہوں کہ لوکل نمائندوں، ناظمین اور کونسلروں کا انتہائی کڑا احتساب ہوتا ہے۔ وہ گھر سے باہر نکلتے ہیں تو لوگ ان کے دروازے پر کھڑے ہوتے ہیں کہ فلاں کام آپ نے کیا ہے، فلاں کام نہیں کیا، فلاں کام غلط کیا ہے اور فلاں کام ٹھیک کیا ہے۔ اگر آپ نے لوگوں کے مسائل حل کرنے ہیں تو ان لوگوں کو آپ لازمی بااختیار بنائیں اور وہی سسٹم جو 2002 کا تھا اسی کو آپ modify کریں اور اس میں سے کرپشن دور کریں اور مشکلات آسان کریں لیکن 2002 والا قانون لاگو کریں۔

جناب سپیکر! اس کے بعد آپ نے ایجوکیشن اور ہیلتھ میں سرکاری لوگوں کو ڈال دیا ہے میں اس حوالے سے عرض کروں گا کہ سرکاری افسر جتنا بھی ایماندار اور efficient ہو لیکن وہ منتخب نمائندے کا نعم البدل نہیں ہو سکتا۔ ہمارے سرکاری افسر جن علاقوں میں رہتے ہیں اور جہاں ہم بے شمار مسائل میں رہتے ہیں ان میں زمین آسمان کا فرق ہے۔ آپ اُن کو GOR سے نکال کر پانچ پانچ مرلہ کے گھروں اور ان آبادیوں میں رکھیں کہ سرکاری افسر جب باہر نکلیں تو ان کو پتا چلے کہ عوام کس حال میں رہ رہے ہیں، عوام کے مسائل کیا ہیں اور ان کو حل کس طرح کرنا ہے؟ ان کے دفتر اتنے دُور بنائے جا چکے ہیں، ان کے دربان اور اتنے hurdles ہیں کہ عام آدمی کیا بلکہ میرے جیسا ایم پی اے بھی شاید ان کو نہ مل سکتا ہو۔ میرے کہنے کا مقصد یہ ہے کہ وہ جتنا مرضی ایماندار ہو لیکن وہ ایک منتخب نمائندے کا نعم البدل نہیں ہو سکتا۔ منتخب نمائندہ جو بھی ہو اس نے روزانہ باہر نکلنا ہے، اپنے لوگوں سے ملنا ہے اور اپنے کاموں کا حساب دینا ہے جبکہ سرکاری افسر اس چیز سے مبرا ہے۔ یہ تین چیزیں بڑی اہم ہیں کہ انتظامی، سیاسی اور مالیاتی اختیارات نیچے دیئے جائیں، الیکشن پارٹی بنیاد پر کرایا جائے اور اس الیکشن کو grass roots level پر اتنا fair کیا جائے کہ جو الزامات لگتے رہے ہیں وہ دوبارہ نہ لگیں۔ شکریہ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب قائم مقام سپیکر: عباسی صاحب! بہت شکریہ۔ ذوالفقار غوری صاحب!

جناب ذوالفقار غوری: جناب سپیکر! آپ کا بہت شکریہ۔ مقامی حکومت پنجاب بل 2013 پر میں کچھ کہنا چاہوں گا جس میں میری تجاویز بھی شامل ہیں اور کچھ ترمیم بھی چاہوں گا۔ پہلی بات یہ ہے کہ یونین کونسل کا نظام جو یہاں پر واضح کیا گیا ہے اس میں ایک چیئرمین، ایک وائس چیئرمین اور پانچ elected ممبران کے ساتھ سات ہو جائیں گے اور اس کے بعد تین ممبر ایک عورت، ایک کسان اور ایک غیر مسلم ہوں گے۔ میرا focus غیر مسلم پر ہے کہ آپ نے غیر مسلم کی تجویز دی ہے کہ وہ elected نہیں بلکہ indirect ہو گا۔ مثال کے طور پر میں سیالکوٹ کی بات کروں تو شہر کی سولہ یونین کونسلیں ہیں اور ان

سولہ یونین کونسلوں میں سے ہی ایک ایک ممبر مسیحی لیا گیا ہے۔اسی طرح اگر پورے ضلع کی بات کی جائے تو124یونین کونسلیں ہیں اور وہاں سے بھی ایک ایک نمائندے کی بات ہوئی ہے لیکن یہاں پر اگر میونسپل کارپوریشن کی بات کی جائے تو پانچ سے زیادہ اشخاص ممبر نہیں بن سکتے تو یہ تضاد کیوں ہے؟میں جس حلقے میں رہتا ہوں وہاں پر پندرہ سو سے زیادہ ووٹر ہیں اور وہاں پر اگر پندرہ سو ووٹر ہیں لیکن نمائندگی ایک بندہ کرے گا تو پھر کیا نمائندگی ہوگی؟اگر شہر کی یونین کونسلیں سولہ ہیں اور وارڈ سسٹم بنا دیا گیا تو نمائندگی کا صحیح حق ادا نہیں ہوگا۔میں یہ بھی تجویز دوں گا کہ یہاں پنجاب اسمبلی میں آٹھ اقلیتی ممبران ہیں اور تین ہماری بہنیں ہیں۔یہاں پر جیسے سپیشل کمیٹیannounceکی گئی تو میں سمجھتا ہوں کہ ہمیں بھی موقع دیا جائے کہ ہم گیارہ لوگ ہی بیٹھیں اور بیٹھ کر فیصلہ کریں کہ ہم میں سے کون سا بندہ سپیشل کمیٹی کا ممبر ہوگا جو ہماری نمائندگی وہاں کر سکے۔

جناب قائم مقام سپیکر: غوری صاحب!آپ پر کسی نے پابندی تو نہیں لگائی بے شک آپ سارے ممبران اس میٹنگ میں بیٹھ جائیں اور اپنی تجاویز دیں۔لاء منسٹر صاحب نے پہلے ہی کہہ دیا تھا کہ جو ممبر بھی کمیٹی میں جا کر تجویز دینا چاہے ہم وہاںwelcomeکریں گے اور تجاویز بھیnoteکریں گے۔اس میں کوئی پابندی نہیں ہے۔

جناب ذوالفقار غوری: جناب سپیکر!اس کے بعد میں یہ بھی چاہوں گا کہ جب اس پر غور کیا جائے تو میری اس مقامی حکومت پنجاب بل 2013 میں یہ تجویز ہے کہ ہماری نمائندگی کو ضرور دیکھا جائے، ہمارے ووٹر کو بھی دیکھا جائے اور ہم سے تجاویز بھی لی جائیں کہ ہم اس ایوان میں اپنا کیاroleادا کر سکتے ہیں۔بہت شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: احسن ریاض فتیانہ صاحب!۔۔۔موجود نہیں ہیں۔ابو حفص محمد غیاث الدین صاحب!۔۔۔موجود نہیں ہیں۔محمد آصف باجوہ صاحب!۔۔۔موجود نہیں ہیں۔اب آدھ گھنٹہ کے لئے نماز کا وقفہ کیا جاتا ہے اس کے بعد اجلاس دوبارہ شروع کیا جائے گا۔

(اس مرحلہ پر نماز ظہر کے لئے اجلاس کی کارروائی آدھ گھنٹہ کے لئے ملتوی کی گئی)

(نماز ظہر کے وقفہ کے بعد جناب قائم مقام سپیکر2بج کر43منٹ پر
کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

اعلانات

صدارتی انتخابات کے حوالے سے اعلانات

جناب قائم مقام سپیکر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیمo آج لوکل گورنمنٹ بل پر جتنے بھی ممبران نے بات کرنی تھی وہ اپنی بات کر چکے ہیں۔ باقی جن لوگوں نے نام لکھوائے ہیں ان کو بدھ والے دن بات کرنے کا موقع دیا جائے گا۔

صدارتی انتخابات کے حوالے سے کچھ اعلانات ہیں جو میں یہاں پر پڑھ دیتا ہوں۔ جیسا کہ آپ کو معلوم ہے کہ کل یعنی منگل مورخہ 30۔ جولائی 2013 کو صدر پاکستان کے عہدے کے لئے انتخاب ہو رہا ہے۔ اس بارے میں چند ضروری اعلانات کرنا چاہتا ہوں۔

صدر پاکستان کے انتخاب کا طریق کار اسلامی جمہوریہ پاکستان کے آئین کے گوشوارہ دوم میں دیا گیا ہے اور اس کی وضاحت قواعد صدارتی انتخابات بابت 1988 میں کر دی گئی ہے۔ یہ انتخاب خفیہ رائے دہی کے ذریعے کیا جائے گا۔ صدارتی انتخابات میں ممبران پنجاب اسمبلی کی طرف سے ووٹ ڈالنے کے لئے الیکشن کمیشن آف پاکستان نے پنجاب اسمبلی بلڈنگ کو پولنگ سٹیشن قرار دیا ہے۔ پنجاب اسمبلی نے بھی ایک تحریک کے ذریعے اسمبلی چیمبر کو بطور پولنگ سٹیشن استعمال کرنے کی اجازت دی ہے۔ میں نے قواعد صدارتی انتخابات بابت 1988 کے قاعدہ 9 کے تحت صدارتی انتخابات کے لئے صوبائی اسمبلی پنجاب کا خصوصی اجلاس طلب کر لیا ہے اور اس کا نوٹیفکیشن جاری ہو چکا ہے۔ چیف جسٹس لاہور ہائیکورٹ مسٹر جسٹس عمر عطا بندیال اس پولنگ سٹیشن کے پریذائیڈنگ آفیسر ہوں گے اور ان کی معاونت کے لئے چار پولنگ افسران بھی مقرر کئے گئے ہیں۔ جناب چیف جسٹس لاہور ہائیکورٹ اسمبلی کے اس خصوصی اجلاس کی صدارت کریں گے اور سپیکر کی کرسی پر تشریف فرما ہوں گے جس کے فوری بعد قومی ترانہ بجایا جائے گا اور پھر تلاوت قرآن حکیم، نعت رسول مقبول ﷺ ہو گی۔ اس کے بعد جناب پریذائیڈنگ آفیسر پولنگ کا آغاز کریں گے اور ووٹنگ کے طریق کار کے بارے میں مختصر تشریح بھی بیان فرمائیں گے۔ ووٹنگ کے طریق کار کے بارے میں الیکشن کمیشن سے موصول ہونے والا ہدایت نامہ آپ کی نشستوں پر رکھ دیا گیا ہے۔ آپ سے گزارش ہے کہ اس ہدایت نامہ میں درج ہدایات کو بغور پڑھ کر ان پر عمل کو یقینی بنائیں تاکہ آپ کا قیمتی ووٹ ضائع نہ ہو۔ پولنگ صبح 10 بجے شروع ہو کر 3 بجے سہ پہر تک جاری رہے گی۔ پولنگ مکمل ہو جانے کے بعد صدارتی انتخابات کے سلسلے میں بلایا جانے والا خصوصی اجلاس ختم ہو جائے گا۔

میں چند امور کی مزید وضاحت کرنا چاہتا ہوں۔ پولنگ والے دن کے لئے ہم نے seating free کر دی ہے کیونکہ انگریزی حروف تہجی کے حساب سے نام پکارے جائیں گے اور معزز ممبران اپنی باری پر آتے جائیں گے۔ میں یہ بھی وضاحت کر دینا چاہتا ہوں کہ پولنگ کے دوران ممبران کی طرف سے کوئی پوائنٹ آف آرڈر، کوئی سوال، کوئی نکتہ ذاتی وضاحت اٹھانے یا کوئی بھی statement دینے کی اجازت نہیں ہو گی۔

صدارتی انتخابات بابت 1988 کے مطابق ووٹ ڈالنے کے لئے ہر ممبر کے پاس اسمبلی سیکرٹریٹ کا جاری کردہ اسمبلی کارڈ ہونا ضروری ہے اگر کسی معزز ممبر کے پاس شناختی کارڈ اور اسمبلی کارڈ نہیں ہے تو وہ آج ہی بنوالیں۔ اعلان ختم ہوا۔ شکریہ

آج کے اجلاس کا ایجنڈا مکمل ہو گیا ہے لہذا اب اجلاس بروز بدھ مورخہ 31۔ جولائی 2013 صبح 10:00 بجے تک ملتوی کیا جاتا ہے۔